جلیل القدر صحابی رسول وکاتب وحی- حضرت امیر معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب میں لکھی جانے والی سب سے پہلی کتاب

حلم معاویہ

کا پہلا سلیس اردو ترجمہ بنام

تدبر معاویہ رضی اللہ عنہ

مصنف:

امام الصوفیہ، محدث کبیر

امام ابن ابی الدنیا

ابوبکر عبداللہ بن محمد بن عبید قرشی بغدادی

(۲۰۸-۲۸۱ھ)

ترجمہ وتخریج:

عظیم الرحمن مصباحی سنبھلی

ناشر:

اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن

حیدرآباد دکن

بفیضِ روحانی شیخ الاسلام والمسلمین، رئیس المحققین، اشرف المرشدین
حضرت علامہ مولانا سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی کچھوچھوی

سلسلۂ کتاب بزبان اردو: 140 ۞ سلسلۂ اشاعت بزبان اردو: 69

۞......نام کتاب : حلم معاویہ
۞......مصنف : امام ابن ابی الدنیا
۞......اردو نام : تدبر معاویہ رضی اللہ عنہ
۞......مترجم : مولانا عظیم الرحمن مصباحی سنبھلی
۞......تحریک واہتمام : محمد بشارت علی صدیقی اشرفی؛ جدہ شریف، حجاز مقدس۔
۞......کمپوزنگ، عربی متن: مولانا احمد رضا مصباحی، امبیڈکرنگر۔
۞......اشاعت اول : 1441ھ/2020ء
(بموقع عرس حافظ ملت شاہ عبدالعزیز اشرفی مبارکپوری قدس سرہ)
۞......ناشر : اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن، حیدرآباد، دکن۔
۞......صفحات : 80
۞......ہدیہ :

۞ ملنے کے پتے ۞

☆......سُنّی پبلی کیشنز، دریا گنج، دہلی۔ 09867934085
☆......اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن، حیدرآباد۔ 09502314649
☆......مکتبہ نورالاسلام، شاہ علی بنڈہ، حیدرآباد۔ 09966387400
☆......مکتبہ فیضان اشرفی، جامع اشرف، کچھوچھہ شریف۔ 09451619386
☆......عرشی کتاب گھر، میر عالم منڈی، حیدرآباد۔ 09440068759
☆......مدنی فاؤنڈیشن، ہبلی، کرناٹک۔ 08147678515
☆......مکتبہ سہروردیہ، گتی، اننت پور، آندھرا پردیش۔ 07013242112

فہرست مضامین





انتساب

امام اعظم
ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی



غوث اعظم
سید محی الدین عبد القادر جیلانی



ہم شبیہ غوث اعظم
سید علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی



مجدد اعظم
امام احمد رضا خان قادری بریلوی



محدث اعظم
سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی



سرکار کلاں
سید مختار اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی



شیخ الاسلام والمسلمین، رئیس المحققین، اشرف المرشدین
حضرت علامہ مولانا سید محمد مدنی اشرفی الجیلانی کچھوچھوی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر



تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لیے جو تمام جہانوں کا خالق و مالک ہے۔ بعد حمدِ خدائے تعالیٰ، بے شمار درود و سلام شاہِ لولاک، رسول پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، ان کے اہلِ بیت پر، ان کے محبوب اصحاب پر اور ائمہ شریعت و طریقت پر۔

امام ابن ابی الدنیا (م: ۲۸۱ھ) ایک جلیل القدر صوفی محدث گزرے ہیں، تقریباً ۱۰۰ سے زیادہ آپ کی کتابیں دستیاب ہیں اور ہم تک پہنچی ہیں۔ امام ابن ابی الدنیا کے عربی رسائل کو سب سے پہلے منظر عام پر لانے کا شرف حیدر آباد دکن کے علامہ مولانا عزیز بیگ نظامی حیدر آبادی کو جاتا ہے جو اپنے ذاتی تحقیق اور سرمایہ سے مخطوطات کو جدید انداز میں طبع کیا کرتے تھے، یہ کچھ ۷۰ سے زیادہ سال پرانی بات ہوگی۔ اب تو ماشاء اللہ عرب سے امام ابن ابی الدنیا کے تقریباً سارے دستیاب شدہ کتابوں کی عمدہ طباعت ہو رہی ہے۔

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، کاتب وحی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب پر سب سے پہلی کتاب جو ہم تک پہنچی ہے، وہ امام ابن ابی الدنیا کا رسالہ "حلم معاویہ رضی اللہ عنہ" ہے۔ اس کتاب کے متعدد مخطوطات مختلف لائبریریز میں موجود ہیں اور اس کے متعدد جدید ایڈیشن بھی عرب ممالک سے تحقیق و تخریج کے ساتھ شائع ہو چکے ہیں۔

یہ انتہائی لطف کی بات ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر سب سے قدیم کتاب بھی ایک بزرگ صوفی محدث کی ہے اور دورِ حاضر میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سب سے زیادہ توہین کرنے والے بھی کچھ مدعیانِ تصوف ہیں۔ امام ابن ابی الدنیا کی اس کتاب سے یہ بھی

ظاہر ہوجاتا ہے کہ موجودہ دور میں مدعیان تصوف، حقیقی تصوف اور مسلک صوفیہ سے کتنے دور ہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے تعلق سے یہ بھی افواہ خوب منظم انداز سے پھیلائی جا رہی ہے کہ ان کے مناقب اور فضائل میں اکابر صوفیا یا محدثین کی کوئی کتاب نہیں ہے، یہ بے جا پروپیگنڈہ بھی اس کتاب سے باطل ہوجاتا ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے تعلق سے، یہ بھی مشہور کیا جا رہا ہے کہ ان کے فضائل و مناقب میں کوئی صحیح یا حسن حدیث بھی موجود نہیں ہے، بلکہ کسی ائمہ حدیث نے ان کے فضائل میں اپنی کتاب میں کوئی باب بھی قائم نہیں کیا ہے۔ یہ ایک باطل نظریہ ہے، اور یہ باطل پروپیگنڈہ کرنے والوں کا حال خود ایسا ہے کہ اکثر ان کی خود کی محافل و تقاریر جھوٹے و موضوع روایات و واقعات سے بھری ہوتی ہیں، اکثر باطل اور شاذ اقوال پر اپنی فکری عمارت کھڑے کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، اور اجماعی عقائد و نظریات سے پھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جبکہ اس کے برعکس حق تو یہ ہے کہ کئی محدثین نے اپنی کتب میں فضائل و مناقب معاویہ رضی اللہ عنہ کے ابواب قائم کیے ہیں، اور مختلف درجے کی احادیث روایت کی ہیں، بلکہ مستقل رسائل و کتب بھی ہمیں دیکھنے کو ملتی ہیں۔

جامعہ اشرفیہ مبارکپور، سے پچھلے سال مولانا عظیم الرحمن مصباحی سنبھلی صاحب نے مجھ سے رابطہ کیا تھا کہ کوئی مفید رسالہ ہو تو وہ ترجمہ کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے مولانا کو امام ابن ابی الدنیا کے اس رسالے کا ترجمہ کرنے کہا، جو الحمد للہ رب العالمین آپ کے ہاتھوں میں ہے اور عرس حافظ ملت حضرت شاہ عبد العزیز اشرفی محدث مبارکپوری علیہ الرحمہ کے موقع پر اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن، حیدرآباد دکن کے زیر اہتمام شائع کیا جا رہا ہے۔

"حلم معاویہ رضی اللہ عنہ" کا یہ پہلا اردو ترجمہ بنام "تدبر معاویہ رضی اللہ عنہ" پر متعدد علما کی تقاریظ کا اہتمام کیا گیا ہے اور کئی علما و مشائخ سے تبادلۂ خیال کیا گیا ہے۔

اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن نے اپنے اشاعتی منصوبوں کے تحت الحمد للہ! مختلف اہم عربی کتب و رسائل کا اردو ترجمہ کرانے کی سعادت حاصل کی ہے، یہ کتاب **اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن** کی 69 ویں اشاعتی پیش کش ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے اس خدمت کو قبول فرمائے، ہر کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے، ناشرین واراکین ''اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن'' کو مزید دینی وعلمی خدمت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور احباب اہل سنت کے لیے اس کتاب کو نفع وفیض بخش بنائے!

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

فقیرِ غوثِ جیلاں وسمناں

محمد بشارت علی صدیقی اشرفی

جدہ شریف، حجاز مقدس۔



عرضِ مترجم



الحمد لله الذی خص بالنعمة عباده المهديين والصلاة والسلام على رسوله الذی جعله خاتم النبيين وعلى آله وأصحابه الذين قاموا بأمور الدين وصلوا الى أعلى عليين.



اللہ تعالی جل وعلا کا بے پناہ فضل وکرم ہے کہ اس نے مجھے علم دین حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور والدین کریمین کی دعاؤں کا ثمرہ اور مشفق اساتذہ کرام کی جدوجہد کا نتیجہ ہے کہ الجامعۃ الاشرفیہ جیسی عظیم دینی واسلامی دانش گاہ میں علم حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ جامعہ اشرفیہ اپنی دینی وملی خدمات کے پیش نظر ہندو پاک ہی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام میں مشہور ومعروف ہے۔ یہاں کے فارغ التحصیل طلبہ پوری دنیا میں تحریر وتقریر، تصنیف وتالیف اور دعوت وتبلیغ کے ذریعہ دین وسنیت کی خدمات انجام دے کر جامعہ اشرفیہ کے منارۂ عظمت کے تحفظ وبقا کا اہم فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

جامعہ اشرفیہ کے کچھ باذوق طلبہ ہر سال جشن دستار بندی کے پر بہار موقع پر کوئی مستقل کتاب، یا کسی رسالہ کا ترجمہ نگاری کے ذریعہ اپنی قلمی کاوش منظر عام پر لاتے ہیں۔ چنانچہ میرے جذبہ وشوق نے مجھے بھی کسی عربی رسالہ کا ترجمہ کرنے پر ابھارا۔ میں نے حضرت مولانا بشارت علی صدیقی اشرفی صاحب سے اس سلسلے میں رابطہ کیا، ان کی جانب سے مجھے محدث جلیل ابن ابی دنیا کا ایک شاہکار رسالہ بنام ''حلم معاوية'' حاصل ہوا۔

حالات حاضرہ کے تناظر میں جب کہ صحابۂ کرام بالخصوص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں انتہائی رکیک جملے استعمال کیے جارہے ہیں، ایسی کتاب کی شدید ضرورت تھی۔ترجمہ سلیس، آسان، عام فہم اور بامحاورہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے، تاکہ عام اردوداں بھی اس سے مستفید ہوسکیں۔

میں بے حد ممنون ومشکور ہوں حضرت مولانا بشارت علی صدیقی اشرفی صاحب (**بانی- اشرفیہ اسلامک فاونڈیشن**) کا جو ایک عالم دین ہونے کے ساتھ قوم وملت کے سچے ہمدرد اور عوام اہل سنت کے بہی خواہ بھی ہیں۔آپ نے اس اہم رسالہ کی طباعت کا کام اپنے ذمہ لے کر مجھ ناچیز پر کرم فرمایا۔مولیٰ کریم سے دعا ہے کہ رب قدیر ان کی دینی وملی خدمات کو شرف قبول بخشے۔(آمین)

میں حضرت مولانا مفتی ناظم علی مصباحی (استاد جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ) کے احسان سے سبک دوش نہیں ہوسکتا، جنہوں نے اپنی بے پناہ تدریسی وتحریری مصروفیات کے باوجود اول تا اخیر دقت نظر سے تصحیح ونظر ثانی فرمائی اور ایک گراں قدر مقدمہ رقم فرماکر رسالہ کے حسن کو دوبالا فرمایا۔

بڑے ادب واحترام کے ساتھ استاذی المکرم حضرت مولانا مفتی زاہد علی سلامی (استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور)، حضرت مولانا طالب حسین مصباحی سنبھلی (استاذ الجامعۃ الاسلامیہ اہلسنت خلیل العلوم، رائے ستی جو یہ روڈ، سنبھل) اور حضرت علامہ مولانا توصیف رضا مصباحی سنبھلی (استاد مدرسہ اہلسنت فیض العلوم سرائے ترین، سنبھل) کی جانب میں سپاس نامہ پیش کرتا ہوں جنہوں نے اس رسالہ پر مسرت کا اظہار فرمایا اور تقاریظ جلیلہ رقم کر کے میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

بعدہ میں ہدیۂ خلوص پیش کرتا ہوں اساتذۂ فیض العلوم (سنبھل) اور اساتذۂ خلیل العلوم نخاسہ (سنبھل) کی بارگاہوں میں، جنہوں نے مجھے اس حقیر کاوش کے لائق بنایا اور حصول علم دین میں میری رہنمائی فرمائی۔

میں شکر گزار ہوں حضرت مولانا محمد علی مصباحی (استاد مدرسہ اہلسنت فیض العلوم سرائے ترین سنبھل) کا جنہوں نے کثیر تدریسی مصروفیات ومشاغل کے باوجود اس رسالے کا مطالعہ فرماکر چیدہ چیدہ مقامات سے چند مغلق اور پیچیدہ عبارتوں کی عقدہ کشائی فرمائی۔

مولانا محمد اکمل مصباحی، مولانا محمد اختر مصباحی، مولانا محمد حیدر علی، مولانا عثمان، اور مولانا ظریا مصباحی نے تبییض و پروف ریڈنگ کی خدمت انجام دے کر مجھ پر احسان کیا اور تمام متعلقین کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے اس کار خیر میں میرا تعاون کیا۔

اس پر مسرت موقع پر میں اپنے والدین کریمین اور برادران کبیر بالخصوص قاری ضیغم رضا کو یاد کیے بغیر نہیں رہ سکتا، جنہوں نے اس پر خطر راہ میں مجھے حوصلہ و ہمت سے نوازا اور اپنی بے لوث قربانیوں کے ذریعہ میرے تعلیمی سفر کو آسان فرمایا۔

التماس:

اخیر میں تمام قارئین کرام خصوصاً علمائے عظام سے التماس کرتا ہوں کہ ترجمہ میں کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو از راہ کرم مطلع فرمائیں، تا کہ آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کی جا سکے۔



عظیم الرحمن مصباحی سنبھلی

حسن پور منضبطہ، ضلع سنبھل (یوپی)

متعلم الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور، اعظم گڑھ (یوپی)



تقریظ جلیل



بسم اللہ الرّحمن الرّحیم
نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم



اللہ جل شانہ نے خاتم پیغمبراں مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاکباز اور خان نثار صحابہ کو جو عظمت و برتری عطا فرمائی وہ تا قیامت کسی کو نہیں ملنے والی۔ ان کی شان و رفعت کا کیا کہنا جن کی پاکیزگی و دانائی کی شہادت قرآن نے دی ہو۔ ان کا مقام و مرتبہ رب العالمین نے "رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ" ارشاد فرما کر بہت بلند و فائق کر دیا ہے۔ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحابی کالنجوم جن کی عظمتوں کا گواہ ہو۔ یقیناً وہ امین ہیں، دیانت دار ہیں، عادل ہیں، ثقہ ہیں، ان کا ایمان و یقین جبل شامخ سے بھی زیادہ مستحکم اور بلند ہے، ان کی سیرت و کردار کی شفافیت کو ابر بارندہ کی لطافت سلام محبت پیش کرتی ہے۔ ان کی شان میں گستاخی دارین میں ناکامی و نامرادی کا پیش خیمہ ہے۔ حالت ایمان میں ان کی زیارت اہل ایمان کو شرف تابعیت بخش دیتی ہے۔ جو حدیث نبوی خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذیم یلونھم سے عیاں ہے۔ ان صحابہ میں چند منتخب افراد کو آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی الٰہی کی کتابت پر مامور فرمایا جو ایک بہت بڑی ذمہ داری کا منصب تھا اور حد درجہ امانت داری کا متقاضی بھی۔ انھی کاتبین وحی معتمد صحابہ میں حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا شمار ہوتا ہے جن کی فہم و فراست، دانائی و دانش وری کا ایک جہان قائل ہے، امارت و حکومت کے طویل تجربے کی بنیاد پر ان کے نام نامی اسم گرامی کے ساتھ لفظ امیر کا لاحقہ لگا اور آج امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک مستقل نام بن چکا ہے۔ ایک صحابی رسول ہونے کی حیثیت سے ان کا مقام و مرتبہ بھی وہی ہے جو دیگر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ مزید برآں

آپ وحی الٰہی کے امین و کاتب بھی ہیں اس لیے ان کے جناب میں کوئی گستاخی و بے ادبی کا جملہ بھی یقینا دارین میں رحمت الٰہی سے محرومی کا سبب بن سکتا ہے۔ علما و محققین نے ان کے حالات و واقعات پر کثیر علمی و سوانحی سرمایہ مختلف زبانوں میں یادگار چھوڑا ہے۔ عربی ایک قانونی اسلامی زبان ہے اس زبان کا دامن اس طرح کے علمی سرمایے سے زیادہ مالامال ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر حضرت حافظ ابوبکر معروف بہ ابن ابی الدنیا قدس سرہ نے "حلم معاوية" نامی کتاب عربی زبان میں تحریر فرمائی تھی جس کا اردو ترجمہ بنام **"تدبر معاویہ رضی اللہ عنہ"** عزیزم مولانا محمد عظیم الرحمن مصباحی سنبھلی نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے کیا ہے۔ یہ حسن اتفاق ہے کہ ان کا یہ ترجمہ ان کی دستار فضیلت کے موقع سے منظر عام پر آرہا ہے، جو یقینا جامعہ اشرفیہ، مبارکپور، کی علمی، ادبی، تحقیقی اور تصنیفی فضا کا عزیزی فیضان ہے، مجھے امید ہے کہ اہل علم و ذوق کو ضرور پسند آئے گا، دعا ہے مولا تعالیٰ عزیزم موصوف کے علم و عمل، فکر و فن اور قرطاس و قلم کی عمر دراز فرمائے، اور ان کی سعادتوں کا یہ سفر ہمیشہ جاری رہے۔ آمین۔

زاہد علی سلامی

جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

9/ ربیع الآخر 1441ھ / 7 / دسمبر 2019ء



تقریظ وجیہ



بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم
نحمدہ ونصلّی ونسلّم علیٰ رسولہ الکریم



احقاق حق اور ابطال باطل کے اہم فریضہ کی ادائیگی کے لیے اہل علم زمانہ قدیم سے قرطاس وقلم سے وابستہ رہے ہیں اور اپنے مافی الضمیر کو نوک قلم کے حوالے کرتے آئے ہیں۔ مادر علمی الجامعۃ الاشرفیہ ان گنت، منفرد المثال، قابل دید اور لائق تقلید کارناموں کی بنیاد پر برصغیر ہی نہیں بلکہ عالم اسلام میں متعارف و مشخص ہے۔ جس کے علمی، تہذیبی اور ترغیبی ماحول سے میدان تدریس وتصنیف کی جادہ پیمائی کا جذبۂ صادق پیدا ہوتا ہے۔ قدیم کتب نادرہ مع ترجمہ واضافۂ جدیدہ باصرہ نواز ہوتی رہتی ہیں۔ حالات حاضرہ کے تناظر میں جب کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں انتہائی رکیک جملے استعمال کیے جارہے ہیں ایسی کتاب کی شدید ضرورت تھی جس سے ''سباب المسلم فسوق'' اور ''من سب أصحابي فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين'' جیسی وعیدات میں غور وفکر کرنے کی تحریک پیدا ہو۔ اسی ضرورت کے پیش نظر عزیزم مولانا محمد عظیم الرحمٰن مصباحی سنبھلی نے حافظ ابوبکر ابن ابي دنيا کی کتاب ''حلم معاویہ'' کا ترجمہ جس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حلم و بردباری، عفو و درگزر اور عنایت وسخاوت جیسے اوصاف حمیدہ مذکور ہیں۔ مولیٰ تبارک وتعالیٰ موصوف کی سعی کو قبول فرمائے اور مزید خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الأمین

محمد طالب مصباحی

خادم التدریس الجامعۃ الاسلامیہ؛ اہلسنت خلیل العلوم رائے سکتی جویہ روڈ سنبھل

۱۱ر ربیع الاول ۱۴۴۱ھ

تقریظ عزیز



نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم



دور حاضر میں فتنۂ رافضیت بڑی سرعت کے ساتھ ابھرتا ہوا نظر آ رہا ہے، جس کی زد میں آ کر نا عاقبت اندیش اور شوریدہ فکر کے لوگ صحابۂ کرام کو سب وشتم کر رہے ہیں۔

خاص کر کاتب وحی، قیصر عرب اور امام حسن مجتبی رضی اللہ عنہ کا اعتماد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دشنام طرازی اور دریدہ دہنی کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ آپ کی توہین وتنقیص کے خاطر تار عنکبوت سے زیادہ کمزور چیزوں کو متدل بنا رہے ہیں، جبکہ غیب داں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے تعلق سے ارشاد فرمایا:

''اللھم اجعلہ ھادیا مھدیا واھد بہ''

[سنن ترمذي، ج:٦، ص:١٥٧]

ان تمام امور کے پیش نظر بزرگوں کی روش کو اپناتے ہوئے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ، آپ کے تعلق سے بزرگوں کے عقائد اور آپ کے حلم وتدبر سے امت مسلمہ کو روشناس کرانے کی غرض سے بموقع جشن دستار فضیلت عزیزم مولانا عظیم الرحمن مصباحی سنبھلی نے اپنے دور کے جید عالم ربانی حافظ ابوبکر المعروف بابن ابی دنیا کی کتاب ''حلم معاویہ'' کو اردو زبان میں منتقل کیا ہے۔ تاکہ اردو داں طبقہ بھی اس کتاب سے استفادہ کر سکے اور اپنے آپ کو سخرہ دست شیطان بننے سے محفوظ کر سکے۔

دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت مولانا عظیم الرحمن مصباحی کی اس کاوش کو قبول فرما کر عوام وخواص کے لئے نفع بخش بنائے اور موصوف کو مزید خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔

توصیف رضا مصباحی سنبھلی

امام ابن ابی الدنیا - ایک تعارف



نام: حافظ ابوبکر عبداللہ بن محمد بن عبید بن سفیان بن قیس بغدادی قرشی۔

لقب: ابن ابی الدنیا۔

ولادت: ۲۰۸ھ کو بغداد میں پیدا ہوئے۔

علم وفضل:

آپ نے بغداد اور اطراف بغداد کے متعدد علما و مشائخ سے بڑی توجہ اور خلوص کے ساتھ علم دین حاصل کیا، اور سعی پیہم و جہد مسلسل کے بعد علم فقہ وحدیث میں نمایاں مقام حاصل کر کے ان علوم میں مسلمانوں کے مرجع اور تشنگان علوم کا مرکز بنے۔

آپ کی علمی جلالت، فقہی بصیرت، حدیث شناسی اور آپ کی ثقاہت و عدالت کا اعتراف کئی محدثین اور ائمہ جرح وتعدیل نے کیا ہے۔

(۱) حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا: ابن ابی الدنیا صاحب تصانیف کثیرہ ہیں۔

(۲) ابوحاتم رازی نے ''الجرح والتعدیل'' میں فرمایا: ابن ابی الدنیا بغدادی صدوق ہیں۔

(۳) خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں فرمایا: ابن ابی الدنیا بادشاہوں اور خلیفہ کے بچوں کو ادب سکھایا کرتے تھے۔

(۴) آپ کے تبحر علمی کا اعتراف کرتے ہوئے بعض علماء نے یہاں تک فرمایا: ابن ابی الدنیا اپنی وسعت علمی کے سبب جسے چاہتے ہنسا دیتے اور جسے چاہتے رلا دیتے۔

(۵) آپ کے فضل وکمال اور علمی دقیقہ سنجی کی تائید وتوثیق ابوالقاسم ازہری کے بیان کردہ اس واقعے سے ہوتی ہے، وہ کہتے ہیں کہ جس دن ابن ابی الدنیا کی وفات ہوئی میں قاضی اسماعیل بن اسحاق کے پاس گیا اور کہا: اللہ تعالی آپ کو عزت عطا فرمائے، قاضی صاحب نے فرمایا:

اللہ تعالی ابوبکر ابن ابی الدنیا پر رحم فرمائے، ان کے ساتھ علم کثیر چلا گیا۔

تصنیفات:

آپ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں۔آپ نے متعدد علوم وفنون میں کتابیں تصنیف فرما کرامت مسلمہ کوگراں قدر علمی سرمایہ عطافرمایا،جن میں چند اہم یہ ہیں:

(۱) كتاب الأدب (۲) اصطناع المعروف (۳) اختار الملوك (۴) انزال الحاجة بالله (۵) التكفر و الإعتبار (۶) تاريخ الخلفاء (۷) التوبة (۸) التهجد (۹) الجوع (۱۰) حلم الحكماء (۱۱) الخافقين (۱۲) دلائل النبوة (۱۳) ذم الدنيا (۱۴) الرهبان (۱۵) الزهد (۱۶) الشكر (۱۷) الصمت (۱۸) الصلاة على النبى (۱۹) الطبقات (۲۰) العزلة (۲۱) عقوبة الأنبياء (۲۲) الفرج بعد الشدة (۲۳) قضاء الحوائج (۲۴) من عاش بعد الموت (۲۵) النوادى (۲۶) الهم والحزن (۲۷) الوصايا (۲۸) اليقين۔

آپ کے اہم شیوخ:

آپ کے شیوخ کی تعداد ٥٠ بتائی جاتی ہے جن میں چند اہم یہ ہیں:

احمد بن ابراھیم دورقی، احمد بن جنٰاب، احمد بن حاتم ،ابراھیم بن سعید جوھری ،ابراھیم بن عبداللہ ھروی، ابراھیم بن محمد بن عرعرہ، اسماعیل بن ابراھیم ترجمان، اسماعیل بن عبداللہ بن زرارہ رقی، بشار بن موسی، بشر بن ولید، سعید بن زنبور ھمدانی، عبداللہ بن حمار، ابو عبید قاسم بن سلام۔

آپ کے اہم تلامذہ:

آپ کے تلامذہ کی تعداد ٩٤ بتائی جاتی ہے۔چند اہم نام یہ ہیں:

ابن ابی حاتم ، احمد بن محمد لبنانی، ابوبکر احمد بن سلمان نجار، احمد بن خزیمہ، ابوبکر احمد بن عبداللہ شافعی، عیسی بن محمد تومارنی ،ابوالحسن جوزی،ابوبکر نیشاپوری، ابوالحسن بصری۔

وفات:

آپ نے بغداد شریف میں ۲۸۱ ھ کو اپنے رب کی دعوت قبول فرما کر دار فانی کو خیرآباد کہا۔

عظیم الرحمٰن مصباحی

تقدیم



سیدنا امیر معاویہ اللہ عزوجل کے حبیب اعظم، سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابی ہیں۔ جنہیں دیکھ کر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

یہ عرب کے کسریٰ ہیں۔ جب سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر ملی، آپ نے اپنے سامنے سے اپنے خادم کے ذریعے اپنے کھانے کا دستر خوان ہٹوا دیا اور فرمایا:

اے اللہ! معاویہ کے لیے وسعت پیدا فرما پھر فرمایا:

معاویہ اپنے بعد والوں سے بہتر اور اگلوں سے کمتر تھے مزید فرمایا:

وہ ایک عظیم الشان پہاڑ تھے جو پارہ پارہ ہو گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

معاویہ کی حکومت یعنی ان کی خلافت کو ناپسند مت کرو! اللہ کی قسم! اگر تم نے ان کو گم کر دیا، تو تمہارے سر تمہارے کندھوں سے حنظل کے پھل کی طرح گرنے لگیں گے۔

حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ کے دوران حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

اللہ ہند کے بیٹے پر رحم فرما! میری خواہش تھی کہ امیر معاویہ ہمارے درمیان اس وقت تک باقی رہیں جب تک بنو قبیس پہاڑ کے پتھر۔

اس طرح آپ کے بے شمار مناقب ومحامد اور فضائل وکمالات ہیں، اور سب سے بڑا فضل وکمال وہ ہے جسے اللہ عزوجل اور اس کے حبیب اعظم سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتاب وسنت میں ذکر فرمایا اور آپ کے اصحاب کی تعریف وتوصیف فرمائی اور ان سب کے لیے بلا استثناء وعدہ فرمایا اور فرمایا:

وکلا وعد اللہ الحسنی

شارع امت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے محبت کا حکم فرمایا اور ان سے بغض و عداوت اور سوئے ظن سے سخت منع فرمایا، اللہ عزوجل اور اس کے رسول اعظم سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روشن ارشاد ہمارے لیے دلیل کافی اور حجت قاطع ہے و بس ان روشن حقائق کی پردہ پوشی کر کے ان رفیع الشان اصحاب کی بلند بارگاہوں میں دشنام طرازی، دریدہ دہنی، گستاخی و بے باکی اللہ عزوجل اور اس کے حبیب اعظم سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی ہے، جن سے عوام اہلسنت کو سخت احتراز اور اجتناب لازم ہے اور ایسے لوگوں سے دور رہنا اور انہیں اپنے سے دور رکھنا انتہائی ضروری ہے، ایسے ناعاقبت اندیشوں کو اللہ عزوجل اور اس کے حبیب اعظم سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قہر و غضب اور جلال و عتاب کا خوف رکھنا چاہیے اور اپنی بدعقیدگی سے دور رہ کر خوش عقیدہ مسلمانان عالم سواد اعظم اہلسنت کا ہم عقیدہ ہونا چاہیے۔

ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن عبید بن سفیان معروف بہ ابن ابو الدنیا نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حلم پر مشتمل ایک عربی رسالہ تالیف فرمایا جو آپ کے مناقب و محامد کا ایک حصہ ہے، اس عربی رسالہ کو ملک و ملت کی عظیم ترین دانشگاہ حضور سیدنا حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی روشن یادگار جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے درجہ فضیلت کے لائق و فائق فاضل مولانا عظیم الرحمن مصباحی سنبھلی نے اس کے افادہ کو عام کرنے کے لئے سلیس و بامحاورہ دل نشیں اردو زبان میں منتقل فرمایا اللہ عزوجل اس قومی و ملی خدمت کو شرف قبول بخشے۔ معاشرہ میں بدامنی اور پراگندگی پھیلانے والوں کے شر و فساد سے امت مسلمہ کو محفوظ و مامون فرمائے، ان کے علم و فضل کو فروغ و استحکام عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الأمین الکریم علیہ وعلی آلہ وصحبہ أفضل الصلاۃ والتسلیم

گدائے کوچہ لاثانی:

محمد ناظم علی

خادم جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

۱۲/ ۲/ ۲۰۱۹ بروز دوشنبہ



حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے احوال وآثار



یہاں سب سے پہلے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ کا ایک مختصر خاکہ اور صحابۂ کرام سے متعلق چند آیات پیش کی جائیں گی۔ پھر مشاجرات صحابہ اور صحابہ کی شان میں گستاخی اور دریدہ ذہنی کے بارے میں اہل سنت کا اجماعی موقف بیان کیا جائے گا۔

نام: معاویہ بن ابی سفیان۔

کنیت: ابوعبدالرحمٰن۔

سلسلۂ نسب: عبدالمناف پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جاملتا ہے۔

ولادت:

مشہورتر قول کے مطابق بعثتِ رسول سے پانچ سال پہلے مکہ میں پیدا ہوئے۔

قبول اسلام:

ایک قول کی رو سے آپ کے والدین اور بھائی یزید فتح مکہ کے دن مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ فتح مکہ سے پہلے عمرۂ قضا کے دن ۷ ھ میں ہی مسلمان ہوگئے تھے، مگر فتح مکہ تک اپنا اسلام لوگوں سے مخفی رکھا اور جب فتح مکہ کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ میں قدم رنجہ فرمایا تو آپ نے اپنے اسلام کا اظہار و اعلان فرمایا۔ مسلمان ہونے کے بعد پورا خاندان مدینہ منورہ منتقل ہوگیا۔ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور محتاج بن یزید سید مجاشعی کے درمیان رشتۂ مواخات قائم فرمایا۔

ازواج واولاد:

آپ نے پانچ شادیاں کیں۔ تین بیٹے عبدالرحمٰن، یزید، عبداللہ اور پانچ بیٹیاں ہندہ، رملہ، صفیہ، امۃ رب المشارق اور عاتکہ ہوئیں۔

اوصاف حمیدہ:

آپ صحابیٔ رسول، کاتب وحی، اہل ایمان کے ماموں، فقیہ اور مجتہد تھے۔ اسلام کے چھٹے خلیفہ اور بلادِ شام میں اموی مملکت کے بانی و خلیفۂ اول تھے۔ زہد و تقویٰ، حسن

عبادت کے خوگر، سنت نبوی پر کاربند، شبہات و معاصی سے سخت گریزاں، نہایت گریاں کن، حدود الٰہیہ کے سخت پابند اور بڑے سخی و کریم تھے۔ خاص طور سے اہل بیت اور صحابۂ کرام پر کچھ زیادہ ہی فیاض تھے۔

ایک بار ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بھیجا، جسے انہوں نے شام ہونے تک حاجت مندوں میں تقسیم فرما دیا۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو تین لاکھ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا جب کہ خود پیوند لگے ہوئے کپڑے زیب تن فرماتے تھے۔

حضرت ابوحملہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''رأیت معاویة علی المنبر بدمشق یخطب الناس وعلیه ثوب مرقوع''

میں نے معاویہ کو پیوند لگا ہوا کپڑا پہن کر دمشق میں ممبر پر لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے دیکھا۔

روایت حدیث:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بلا واسطہ احادیث روایت کیں۔

اس کے علاوہ اپنی بہن ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوبکر و عمر سے بھی احادیث روایت کیں اور آپ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ اور بہت سے تابعین نے احادیث روایت کیں۔ صحیحین اور دیگر کتب سنن و مسانید میں آپ سے کثیر احادیث مروی ہیں۔

خلافت:

40ھ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے درمیان صلح کا معاہدہ ہوا اور اس معاہدے کی رو سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنی خلافت سے دستبردار ہوگئے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت عام ہوئی اور خود حضرت حسنین نے بھی بیعت کیں۔

جہاد:

غزوۂ حنین، محاصرۂ طائف اور غزوۂ تبوک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں شریک ہوئے۔

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے تو انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس لشکر کی قیادت تفویض کی جو بلاد شام میں خیمہ زن ان کے بھائی امیر لشکر حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اس طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ صیداء، عرقہ، جبیل، اور بیروت نامی شہروں کی فتح میں سرفہرست رہے۔ علاوہ ازیں اپنے بھائی یزید کے زیر قیادت یرملوک اور دمشق کی فتح میں بھی شریک رہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھائی یزید نے ان کی قیادت میں ایک فوجی مہم شام کے ساحلی علاقوں میں روانہ کی، جسے فتح وظفر زریں تاج حاصل ہوا۔ 15ھ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو قیساریہ کا والی وامیر مقرر فرمایا۔ آپ نے وہاں جاکر اس کا محاصرہ کیا اور کئی بار کی شدید لڑائیوں کے بعد اسے فتح کر لیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں حضرت معاویہ کے مسلسل اصرار پر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک جنگی بحری بیڑا قائم کرنے کی اجازت دی تو بلاد شام کے ساحلی علاقوں میں آباد شہروں عکا، صور، طرابلس، میں بحری جنگی جہاز تیار کیے گئے اور پہلی بار 27ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بحری راستے سے جزیرہ قبرص پر حملہ کیا۔ یہاں کے لوگوں نے ہر سال سات ہزار دینار ادا کرنے کی شرط پر مسلمانوں سے مصالحت کر لی۔ کچھ عرصے بعد انہوں نے عہد شکنی کی تو آپ نے ان کی سرکوبی کے لیے 12 ہزار مجاہدین پر مشتمل ایک لشکر روانہ کیا۔ آپ کے دور میں سندھ، ترکستان اور شمالی افریقہ کی علاقے روڈس اور ارواڈ فتح ہوئے، رومیوں سے سخت معرکے ہوئے۔

بالآخر آپ اپنی بیس سالہ خلافت اور بیس سالہ امارت میں فروغ اسلام کے لئے زبردست کارنامہ انجام دیتے ہوئے رجب ٦٠ھ میں دمشق میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

فضائل حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ قرآن کی روشنی میں:

ارشاد ربانی ہے:

ثُمَّ اَنْزَلَ اللهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَ عَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ (سورۂ توبہ،۹/۲۶)

ترجمہ:

پھر اللہ نے شکست کے بعد اپنے رسول اور ایمان والوں پر اطمینان اور بے خوفی نازل کردی اور فرشتوں کے لشکر اتار دیے جنہیں تم نے نہیں دیکھا اور کافروں کو عذاب سے دوچار کیا اور کافروں کا یہی بدلہ ہے۔

اس آیت میں غزوۂ حنین کا بیان ہے جس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شریک تھے اور ان ایمان والوں میں شریک تھے جن پر اللہ تعالی نے اپنے نبی کے ساتھ اپنا سکینہ نازل فرمایا تھا۔

فرمان الہی ہے:

لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ، اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا وَ كُلًّا وَّعَدَ اللهُ الْحُسْنٰى، وَ اللهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (سورۂ حدید،۵۷/۱۰)

ترجمہ:

تم میں جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے اپنا مال خرچ کیا اور خدا کی راہ میں جہاد کیا ان کے برابر وہ لوگ نہیں ہیں جنہوں نے فتح مکہ کے بعد اپنا مال خرچ کیا اور راہ خدا میں جہاد کیا۔ جنہوں نے فتح سے پہلے اپنا مال خرچ کیا اور جہاد میں حصہ لیا وہ ان سے زیادہ بڑے مرتبے پر فائز ہیں جنہوں نے فتح کے بعد اپنا مال خرچ کیا اور حق کی سربلندی کے لئے جہاد کیا ان میں سے ہر ایک گروہ سے اللہ نے سب سے اچھے ثواب یعنی جنت کا وعدہ فرمالیا ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

اگر ہم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فتح مکہ کے دن مشرف بہ اسلام ہونے کا قول ہی راجح قرار دیں تو بھی وہ غزوۂ حنین، غزوۂ طائف اور غزوۂ تبوک میں اپنا مال خرچ کرنے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں جہاد کرنے کے سبب اللہ کے وعدۂ جنت کے مستحق ہیں اور ان پر یہ ارشاد ربانی پوری طرح منطبق ہوتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُم مِّنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ
لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنفُسُهُمْ خَالِدُونَ

(انبیاء 2/101، 102)

ترجمہ:

بے شک وہ جن کے لئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔ وہ اس کی بھنک (یعنی ہلکی سی آواز بھی نہ سنیں گے) اور وہ اپنی من مانی خواہشوں میں ہمیشہ رہیں گے۔

ارشاد ربانی ہے:

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

ترجمہ:

اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لیے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

تفسیر رازی میں ہے:

کثیر مفسرین نے کہا ہے کہ اس آیت کریمہ میں مذکور مدح تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو عام ہے کیونکہ باقی مسلمانوں کی نسبت سے تمام صحابۂ کرام سابقین اولین ہیں اور ﴿وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ﴾ سے مراد صحابۂ کرام کے بعد وہ تمام مسلمان ہیں جو نیک کاموں میں ان کی اقتدا کریں اور ان سے سرزد ہونے والی خطاؤں اور لغزشوں میں

ان کی پیروی کرنے سے گریز کریں۔ یا یہ مراد ہے کہ ان کی شان میں کوئی گستاخی یا بری بات نہ کریں اوران کے کسی اقدام پرانہیں ہدف طعن وتشنیع نہ بنائیں۔ (ج:16،ص:129، بیروت)

تفسیر خازن میں ہے:

ارشاد ربانی ﴿رَّضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ﴾ سے مراد یہ ہے کہ اللہ ان کے اعمال سے راضی اور وہ اپنے اعمال پراس کے عطا کردہ ثواب سے راضی ہے۔ یہ لفظ عام ہے جس میں تمام صحابہ داخل ہیں۔ (تفسیر خازن، سورہ توبہ، آیت ۹، جزء ثانی، ص:400)

معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سابقین اولین کے زمرہ میں داخل ہیں۔ بہر حال وہ اللہ سے راضی اور اللہ ان سے راضی ہے اوران کے لئے اللہ نے ایسی جنتیں تیار کردی ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں اوران میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

فضائل حضرت امیر معاویہ احادیث کی روشنی میں:

مسند احمد میں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کہتے ہوئے سنا:

اللّٰھم علم معاویۃ الکتابۃ والحساب وقہ العذاب

اے اللہ! معاویہ کو کتابت اور حساب کا علم عطا فرما اوراسے عذاب سے محفوظ رکھ۔

(تاریخ الخلفاء، معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ: ص155)

ترمذی شریف میں صحابیٔ رسول حضرت عبدالرحمن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:

اللّٰھم اجعلہ ھادیا مھدیا واھد بہ

اے اللہ! معاویہ کولوگوں کا رہنما بنا، اسے ہدایت یافتہ کر اوراس کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دے۔ (سنن ترمذی؛ جلد:6،ص:157، حدیث نمبر:3842)

سنن نسائی میں حضرت عمر سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اکرموا اصحابی فإنھم خیارکم ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم

میرے اصحاب کی تعظیم کرو اس لیے کہ وہ تم سے بہتر ہیں پھران کی عزت کرو جوان اصحاب کے بعد ہوں گے اور پھران کا اکرام کرو جو اصحاب کے بعد والوں کے بعد ہوں

گے۔ (مشکوۃ، باب مناقب الصحابہ، الفصل الثانی، ص: ۵۵۴)

جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللہ اللہ فی اصحابی اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضا من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن اذاھم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن آذی اللہ فیوشك أن یأخذہ.

میرے اصحاب کے حق میں اللہ سے ڈرو! میرے اصحاب کے حق میں اللہ سے ڈرو! تم میرے بعد انہیں اپنی بدکلامی کا نشانہ نہ بنانا۔ جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت رکھنے کے سبب ہی ان سے محبت کی اور جس نے ان سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی رکھنے کے سبب ہی ان سے دشمنی کی اور جس نے انہیں اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ کو اذیت دی اور جس نے اللہ کو اذیت دی تو قریب ہے کہ وہ اسے سزا دے۔

ان احادیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعاے خیر فرمائی، ان کی تعظیم اور ان کا ذکر خیر کرنے کا حکم دیا، ان کی شان میں بدزبانی و گستاخی کرنے سے روکا، انہیں غیر صحابہ سے افضل و بہتر قرار دیا، اپنی ذات سے محبت کو ان سے محبت اور اپنی ذات سے نفرت کو ان سے دشمنی کا سبب قرار دیا، ان کو اذیت دینا اپنی ذات کو اذیت دینا اور اپنی ذات کو اذیت دینا اللہ کو اذیت دینا ٹھہرایا اور اس پر جلد اللہ کی گرفت کی وعید سنائی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ارشادات غوث الوری:

اب ذیل میں غوث صمدانی محبوب سبحانی حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی کی کتاب مستطاب ''الغنیہ لطالب طریق الحق عز وجل'' کے دو اقتباسات کا اردو ترجمہ درج کر رہا ہوں، جن میں غوث پاک نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مشاجرات کے متعلق اہل سنت و جماعت کے موقف کی بھرپور تائید کی ہے، احادیث کریمہ سے صحابۂ کرام کی فضیلت کا اثبات کیا ہے اور ان کی شان میں گستاخی سے اجتناب کی تاکید فرمائی ہے۔ منصب خلافت

سے حضرت حسن کی دستبرداری کو مبنی برحکمت اور فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق قرار دیا ہے اور ہمیں اپنی ظاہر و باطن کی اصلاح کرنے کی نصیحت فرمائی ہے۔

سرکار غوث پاک فرماتے ہیں:

اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صحابہ کرام کے باہمی معاملات میں پڑنے سے گریز کرنا، ان کی خامیوں اور کمیوں کے بیان سے اجتناب کرنا، ان کی خوبیوں اور نیکیوں کو اجاگر کرنا حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان رونما ہونے والے اختلافات پر ان کا معاملہ اللہ عزوجل پر چھوڑ دینا اور ان میں ہر فضل وکمال والے کے فضل وکمال کا پاس ولحاظ کرنا واجب ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

جو لوگ ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ایمان کے ساتھ ہم سے پہلے گزرے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ۔ اے ہمارے رب بے شک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔

ایک مقام پر ارشاد ہے:

وہ ایک جماعت ہے جو گزر گیو وہ اپنے نیک اعمال کا اچھا بدلہ پائے گی اور تم اپنی نیکیوں کا اچھا بدلہ پاؤ گے اور تم سے ان کے اعمال کے بارے میں نہ پوچھا جائے گا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جب میرے صحابہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے بارے میں بدکلامی سے بچو! دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

میرے اصحاب کے درمیان رونما ہونے والے اختلافات سے خود کو دور رکھو، کیونکہ اگر کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا راہ مولیٰ میں خرچ کردے تو بھی وہ کسی صحابی کے ایک مد کے برابر تو کیا آدھے مد کے برابر نہ پہنچے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بھلائی ہے اس کے لیے جس نے مجھے دیکھا یا مجھے دیکھنے والے کو دیکھا۔ نیز فرمایا:

میرے صحابہ کو گالی نہ دو کیونکہ جس نے انہیں گالی دی اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

حضرت انس کی رضی اللہ عنہ روایت میں ہے:

اللہ تعالیٰ نے مجھے چنا اور میرے اصحاب کو منتخب فرما کر میرا معاون و مددگار بنا دیا اور ان میں میرے داماد و خسر بنائے۔ آخری زمانے میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو ان پر عیب لگائیں گے۔ خبردار! ایسے لوگوں کے ساتھ نہ کچھ کھاؤ، نہ پیو، نہ ان سے رشتۂ نکاح قائم کرو، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو اور نہ ان کی نماز جنازہ میں شریک ہو۔ ان پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی روایت میں کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میرے اصحاب ستاروں کی طرح ہیں اس لیے تم میرے جس صحابی کے قول پر بھی عمل کرو گے ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے۔

ابن بریدہ اپنے والد محترم حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میرا جو صحابی زمین کے جس حصے میں وفات پائے گا قیامت کے دن اسے اس حصۂ زمین کے رہنے والوں کی شفاعت کا اختیار دیا جائے گا۔

حضرت سفیان بن عیینہ (م:۱۹۸ھ) نے کہا:

جس نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں کوئی نازیبا کلمہ کہا، وہ بدعتی ہے۔

سرکار غوث اعظم "غنیۃ الطالبین" کے دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: حضرت امام احمد بن حنبل نے واشگاف انداز میں فرمایا:

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان ہونے والی جنگوں کے متعلق رائے زنی سے گریز کیا جائے، ان لوگوں کے تمام باہمی نزاعی معاملات نفرتوں اور خصومتوں میں سکوت اختیار کیا جائے۔ کیوں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کے دلوں سے یہ ساری باتیں نکال دے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ہم ان کے دلوں سے سارے کینے نکال دیں گے اور وہ آپس میں بھائی بھائی اور

باہم شیر وشکر ہو کر تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔

سکوت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر چہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، ان حضرات سے ہونے والی جنگوں میں حق پر تھے۔ کیوں کہ ہم ذکر کر آئے ہیں کہ ان کی امامت اور خلافت پر ارباب بست وکشاد صحابۂ کرام کے اتفاق کی بنا پر انہیں اپنی امامت کے درست ہونے کا یقین تھا۔ اس لیے جو شخص اب بھی اسے تسلیم نہ کرے وہ امام کا باغی اور سرکش ہوگا اور ان کا اس سے جنگ کرنا جائز ہوگا مگر دوسری طرف ان سے آمادۂ پیکار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ خلیفۂ برحق، شہید ظلم و جفا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون ناحق کا انتقام طلب کر رہے تھے اور قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں موجود تھے۔ اس لیے ہر ایک نے اپنی تاویل حسن اختیار کی لہذا ہمارا بہتر موقف یہی ہے کہ ہم اس سلسلے میں لب کشائی سے باز رہیں۔ ان کے معاملات اللہ عزوجل کے حوالے کریں، جو سب سے بڑا فیصلہ کرنے والا اور حق و باطل کے درمیان بہتر امتیاز کرنے والا ہے۔

سرکار غوث اعظم مزید فرماتے ہیں:

لوگ اپنی برائیوں کو دور کرنے کی طرف متوجہ ہوں، اپنے دلوں کو بڑے بڑے گناہوں کی آلائشوں سے پاک کریں اور اپنے ظاہر کو اللہ کی بڑی بڑی نافرمانیوں سے دور رکھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے اپنی خلافت سے دستبردار ہونے اور اپنی ذاتی رائے اور مصلحت عامہ کے پیش نظر اسے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دینے کے بعد حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی خلافت بھی صحیح ثابت ہوگی، خلافت کی اس حوالگی میں مصلحت کارفرما تھی، خون مسلم کی حفاظت اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا اپنے بارے میں وارد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کو حقیقت کا روپ دینا کہ میرا یہ فرزند (سید) سردار ہے۔ اس کے ذریعے اللہ تعالی مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح فرمائے گا۔ یوں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو منصب خلافت عطا فرما دینے کے سبب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی امامت پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی اور چوں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے اس اقدام سے تمام مسلمانوں کے درمیان سے عداوت و اختلاف دور ہو گیا، ہر ایک نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اور کوئی تیسرا نزاع و اختلاف کرنے والا نہ رہا۔

اس لیے اس سال کو ''عام الجماعۃ'' یعنی اجتماع اور اتفاق کے سال کا نام دیا گیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ارشاد میں مذکور ہے کہ '' دین اسلام کی قوت وشوکت باختلاف روایت ۳۵ یا ۳۶ یا ۳۷ سالوں تک قائم رہے گی۔''

مذکورہ حدیث میں خلافت راشدہ کے تیس سے اوپر کے تمام سال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے ہیں۔

حضرت نور العارفین سید شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی علوم ظاہر و باطن میں اعلی مقام رکھتے تھے۔ آپ نے فارسی زبان میں تصوف پر ایک کتاب ''سراج العوارف فی الوصایا والمعارف'' کے نام سے لکھی۔ اس کے عقائد اہل سنت و جماعت پر مشتمل ''لمعۂ دوم'' کے ''چھبیسویں نور'' میں انہوں نے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ سے بغض رکھنے کو کھلا ہوا رفض قرار دیا ہے اور جنگ جمل، جنگ صفین اور صحابۂ کرام سے متعلق اہل سنت و جماعت کے موقف کی تائید فرمائی ہے۔

خانوادۂ نبوت کے چشم و چراغ خاتمۃ المحققین علامہ سید محمد امین معروف بابن عابدین شامی نے اہل سنت کے اجماعی موقف کی ترجمانی کرتے ہوئے صحابۂ کرام کی فضیلت پوری امت پر ان کے عظیم ترین احسان، ان کی تعظیم واحترام کے وجوب اور ان کی عیب جوئی ودشنام طرازی کی حرمت کا بیان کرنے کے بعد ان پر دشنام طرازی اور عیب جوئی کرنے والے سے متعلق جو احکام شرع ذکر فرمائے ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے افضل ان کے اصحاب ہیں۔ جنہوں نے ان کی مدد کی اور ان کی رضا وخوشنودی میں اپنی جانیں نچھاور کیں۔ کوئی ایسا صاحب ایمان مرد یا عورت نہیں جس کی گردن میں ان کے عظیم ترین احسان کا قلادہ نہ ہو۔ اس لیے ہم پر ان کی تعظیم واحترام واجب ہے اور انہیں گالی دینا اور ان کی عیب جوئی کرنا حرام ہے۔ ہم ان کے مابین ہونے والی لڑائیوں کے بارے میں سکوت اختیار کریں گے کیونکہ یہ ان کے اجتہاد کا نتیجہ تھیں۔ یہی اہل حق، مذہب اہل سنت کا عقیدہ ہے جو صحابہ، تابعین اور ائمہ مجتہدین سے ثابت ہے۔ لہذا جو اس راہ اعتدال سے ہٹ جائے وہ گمراہ بدعتی یا کافر ہے، جو کسی صحابی کو گالی دے وہ بہ اجماع اہل سنت فاسق اور بدعتی ہے۔ اگر اس کا عقیدہ یہ ہو کہ

صحابی کو گالی دینا اور اسے برا کہنا مباح ہے یا اس پر ثواب ملتا ہے جیسا کہ شیعہ کا مذہب ہے یا وہ صحابہ کے کافر ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو تو وہ بہ اجماع اہل سنت کافر ہے۔

لہذا اگر کوئی شخص کسی صحابی کو گالی دے تو دیکھا جائے گا کہ مذکورہ کفری باتوں پر اس کے ساتھ کچھ ایسے قرائن حال پائے جا رہے ہیں جو اس کے یہ کفریات مراد لینے پر دلالت کرتے ہیں تو وہ کافر ورنہ فاسق ہے۔ ہمارے علماء کے نزدیک بطور سیاست اور اصلاح فساد کے لیے اس کو قتل کر دیا جائے تا کہ ایسے لوگوں کے شر و فساد سے عام لوگ محفوظ رہیں۔

حوالہ جات:

(۱)معاویہ بن ابی سفیان (وکی پیڈیا)۔

(۲)اصابہ، اسد الغابۃ، تاریخ الخلفاء وغیرہ۔

واتفق اهل السنه على وجوب الكف عما شجر بينهم، والامساك عن مساويهم، واظهار فضائلهم ومحاسنهم، وتسليم امرهم الى الله عز وجل على ما كان وجرى من اختلاف على و طلحة والزبير و عائشة و معاوية ابن أبي سفيان رضى الله عنهم اجمعين على ما قدمنا بيانه وإعطائهم كل ذي فضل فضله كما قال الله تعالیٰ:

وَ الَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (الحشر: ۱۰)

قال الله تعالیٰ:

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ لَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَ لَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (البقرة: ۱۳۴)

و قال رسول الله ﷺ: اذا ذكر اصحابي فامسكوا. (الطبرانی ۲/۹۶) فی لفظ آخر: اياكم وما شجر بين اصحابي فلو انفق احدكم مثل احد ذهبا ما بلغ مد احدهم ولا نصفيه. (بخاری: ۵/۱۰، مسلم: ۲۲۱، ابو داؤد: ۴۶۵۸، ترمزی: ۳۸۱۶، ابن ماجه: ۱۶۱)

و قال رسول الله ﷺ: طوبی لمن رأنی ومن رای من رأنی. (احمد ۲/۷۱)

و قال رسول الله ﷺ:

لا تسبّوا اصحابي فمن سبّهم فعليه لعنة الله. (إبن عدی ۲/۱۰۹۳، کنز العمّال ۳۲۵۳۵)

وقال فی روایة أنس رضی اللہ عنہ: ان الله عزّ وجلّ اختارنی واختار لی اصحابی فجعلهم انصاری وجعلهم اصهاری، وانه يجيئ فی اٰخر الزمان قوم ينقصونهم الا فلا تواكلوهم الا تشاربوهم، ألا فلا تصلوا معهم، ألا فلا تصلوا عليهم، عليهم حلت اللعنة. (إبن أبي عاصم ۲/۴۸۳، حليه: ۲/۱۱، خطيب: ۲/۹۹، حاكم: ۳/۶۳۲)

و روى ابن عمر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ: انما أصحابی مثل النجوم فايهم اخذتم

بقوله اهتديتم.(جامع بيان العلم،٢/٩٠)

وعن ابن بريدة عن أبيه رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: من مات من اصحابي بأرض جعل شفيعا لأهل تلك الأرض.(كنز العمال:٣٢٥١٥)

وقال سفيان بن عيينه: من نطق في أصحاب رسول الله ﷺ بكلمة فهو صاحب هوى. (الغنيه لطالب طريق الحق، ص:١٦٣،١٦٢)

(٣)وأما قتاله رضي الله عنه بطلحة والزبير وعائشة ومعاوية فقد نصّ الإمام احمد رحمه اللّٰهعلى الإمساك عن ذلك و جميع ما شجر بينهم من منازعة و منافرة وخصومة لان الله تعالى يزيل ذلك من بينهم يوم القيامة كما قال الله عز وجل: وَ نَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ (الحجر:٤٧)

ولان عليا رضي الله عنه كان على الحق في قتالهم لأنه كان يعتقد على ما بينا من اتفاق اهل الحل والعقد من الصحابة على امامته و خلافته فمن خرج عن ذلك بعد و ناصبه حربا كان باغيا خارجا على الإمام فجاز قتاله،و من قاتله من معاوية و طلحة والزبير طلبوا ثأر عثمان خليفة الحق المقتول ظلما و الذين قتلوه كانوا في عسكر علي رضي الله عنه.فكل ذهب إلى تأويل صحيح فأحسن أحوالنا الإمساك في ذلك وردهم إلى الله عز وجل وهو أحكم الحاكمين،و خير الفاصلين و الاشتغال بعيوب أنفسنا وتطهير قلوبنا من أمهات الذنوب و ظواهرنا من موبقات الأمور.

وأما خلافة معاوية بن أبي سفيان فثابتة صحيحة بعد موت علي رضي الله عنه وبعد خلع حسن بن علي رضي الله عنهما نفسه عن الخلافة وتسليمها إلى معاوية لرأى رآه الحسن و مصلحة عامة تحققت له:و هي حقن دماء المسلمين و تحقيق قول النبي ﷺ في الحسن رضي الله عنه: إن إبني هٰذا سيد يصلح الله تعالىٰ به بين فئتين عظيمتين من المسلمين.(بخاري:٢/٢٢٣،احمد:٥/٣٨)

فوجئت إمامته بعقد الحسن له فسمي عامه "عام الجماعة" للإرتفاع الخلاف بين الجميع و إتباع الكل لمعاوية رضي الله عنه لأنه لم يكن هناك منازع ثالث في الخلافة، و خلافته مذكرة في قول النبي ﷺ وهو ما روي عن النبي ﷺ أنه قال:تدور رحى الإسلام خمسا و ثلاثين سنة أوستا و ثلاثين أوسبعا و ثلاثين،والمراد بالرحى في هٰذا الحديث:القوة في الدين،والخمس السنين الفاضلة من الثلاثين فهي من جملة خلافة معاوية إلى تمام تسع عشرة سنة و شهور لأن الثلاثين كملت بعلي رضي الله عنه كما بيّنّا .(الغنية لطالب طريق الحق،ص:١٦١،١٦٢)

(٤)سراج العوارف في الوصايا والمعارف،ص:٦١.

(٥) إن أفضل الأمة بعد نبيها أصحابه الذين نصروه و بذلوا مهجهم في مرضاته وليس من مؤمن ولا مؤمنة إلا ولهم في أعظم منة فيجب علينا تعظيمهم واحترامهم ويحرم سلمهم والطعن فيهم و نسكت عما جرى بينهم من الحروب فانه كان عن اجتهاد هٰذا كله مذهب أهل الحق وهم أهل السنة والجماعة وهم الصّحابة والتّابعون والأئمّة المجتهدون ومن خرج عن هٰذا الطريق فهو ضال و مبتدع أو كافر.(تنبيه الولاية والأحكام على أحكام

شاتم خير الأنام أو أحد أصحابه الكرام عليه وعليهم الصلاة والسلام مجموعه رسائل ابن عابدين، ص:٣٣٥)

(٦) وأما من سب أحدا من الصحابة فهو فاسق بالاجماع الا اذا اعتقد انه مباح او يرتب عليه الثواب كما عليه بعض الشيعه أو اعتقد كفر الصحابة فإنه كافر بالإجماع إذا سب أحد منهم فينظر فإن كان معه قرائن حالية علىما تقدم من الكفريات فكافر و إلاّ فاسق و يقتل عند علمائنا سياسة لرفع فسادهم و شرهم .(مصدر سابق، ص:٣٣٥)



تدبر معاویہ



بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم



حضرت امیر معاویہ کا مقام اجلۂ صحابہ کی نظر میں



نقلت من حلم معاوية من الجزء الأول، تأليف ابن أبي الدنيا، وهو سماعي



روایت: (۱)

بإسناد: حكى أن معاوية رضی اللہ عنہ ذكر عند عمر بن الخطاب، فقال: دعونا من ذم فتى قريش وابن سيدها، من يضحك في الغضب، ولا ينال إلا على الرضى، ومن لا يأخذ ما فوق رأسه إلا من تحت قدميه.

ترجمہ:

منقول ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی محفل میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا:

ہم نے قریش کے نوجوان اور اس کے سردار کے بیٹے کو مذمت کرنے کے لیے بلایا جو غصے میں ہنستا اور ہمیشہ راضی رہتا اور کبھی ناراض نہ ہوتا تھا اور جو چیز اس کے سر پر ہوتی اسے ہر شخص اس کے قدموں کے نیچے سے لیتا تھا یعنی وہ بہت بلند مقام و مرتبہ والا تھا۔

(مختصر تاریخ دمشق: ۱۸/۲۵، البداية والنهاية ۱/۱۳۱۵)



روایت: (۲)

وبإسناد: لما قدم عمر رضي الله عنه الشام، تلقاه معاوية في موكب عظيم؛ فلما دنا منه قال له عمر: أنت صاحب الموكب العظيم؟ قال: نعم يا أمير المؤمنين. قال: مع ما يبلغني من طول وقوف ذوي الحاجات ببابك؟ قال: مع ما يبلغك من ذاك. قال: ولم تفعل هذا؟ قال: نحن بأرض جواسيس العدو بها كثير، فيجب أن نظهر من عز السلطان ما نرهبهم به؛ فإن أمرتني فعلت، وإن نهيتني انتهيت.

فقال عمر: يا معاوية، ما أسألك عن شيء، إلا تركتني في مثل رواجب الضرس؛ لئن كان ما قلت حقاً، إنه لرأي أريب، ولئن كان باطلاً، إنها لخدعة أديب. .

قال: فمرني يا أمير المؤمنين. قال: لا آمرك ولا أنهاك. فقال رجلٌ: يا أمير المؤمنين، ما أحسن ما صدر الفتى عما أوردته فيه. فقال عمر: لحسن مصادره وموارده جشمناه ما جشمناه.

ترجمہ:

جب حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ملک شام تشریف لے گئے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بڑی شان وشوکت کے ساتھ آپ کا استقبال کیا، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ استقبال کے لیے اتنے بڑے لشکر کو دیکھ کر (ناراضگی کا اظہار فرماتے ہوئے) فرمایا:

اس قدر اہتمام کی وجہ کیا ہے؟

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس عمل کی وضاحت کرتے ہوئے عرض کی:

اے امیر المؤمنین! ہم جس سرزمین میں ہیں یہاں دشمنوں کے جاسوس بکثرت ہیں اس لیے یہ لازم ہے کہ ہم ان کو ہیبت زدہ کرنے کے لیے بادشاہ کی عزت وعظمت کا اظہار کریں، اگر آپ اجازت دیں تو ہم یہ سلسلہ جاری رکھیں گے اور اگر آپ باز رہنے کے لیے کہیں گے تو ہم (فوراً) رک جائیں گے، آپ جو چاہیں حکم فرمائیں۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

نہ تو ہم کوئی حکم دے رہے ہیں اور نہ ہی ایسا کرنے سے روک رہے ہیں۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ نرم رویہ دیکھ کر ایک شخص نے کہا:
امیر المؤمنین! اس نوجوان نے کتنی خوب صورتی اور دانشمندی سے خود کو اس الزام سے بری کرلیا۔
آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:
ان کی خوبیوں اور صلاحیتوں کی وجہ سے ہم نے یہ منصب انہیں سونپا ہے۔(تاریخ طبری ۵/۲۳۱ البدایۃ والنہایۃ ۱۱/۴۱۵)



روایت:(۳)

وبإسناده قال: كان عمر بن الخطاب رضي الله عنه إذا رأى معاوية، قال: هذا كسرى العرب.

ترجمہ:
حضرت سیدنا فاروق اعظم حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کرتے تھے: یہ عرب کے کسری ہیں۔(مختصر تاریخ دمشق ۲۵/۱۹، البدایۃ والنہایۃ ۱۱/۴۱۸)



روایت:(۴)

وبإسناده: أن عمر رضي الله عنه دعا أبا سفيان يعزيه بابنه يزيد، فقال له أبو سفيان: من جعلت على عمله يا أمير المؤمنين؟ قال: جعلت أخاه معاوية، وابناك مصلحان، ولا يحل لنا أن تنزع مصلحاً.

ترجمہ:
حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے آپ کے بیٹے یزید (حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ) کے انتقال پر تعزیت کی تو حضرت سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا:
اے امیر المؤمنین! آپ نے اس (یعنی یزید بن ابی سفیان) کی جگہ کسے مقرر کیا ہے؟
تو حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

ان کے بھائی معاویہ کو اور آپ کے دونوں بیٹے اصلاح پسند ہیں۔

(تاریخ أبی زرعة ۱/۲۱۸، مختصر تاریخ دمشق ۲۵/۱۸، سیر أعلام النبلاء ۳/۱۳۲)



روایت: (۵)

وبإسناده: قال علی: لا تکرهوا إمارة معاویة، فإنکم لو فقدتموه، رأیتم الرؤوس تنزو من کواهلها کالحنظل.

ترجمہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اے لوگو! معاویہ کی امارت کو ناپسند مت کرو، اللہ کی قسم! اگر تم نے ان کو گم کر دیا تو تمہارے کندھوں سے تمہارے سر حنظل کے پھل کی طرح گرنے لگیں گے۔ (حنظل اندرائن جو کڑوا ہونے میں ضرب المثل ہے)۔ (أنساب الاشراف ۴/۱/۵۲، مختصر تاریخ دمشق ۲۴/۲۰۱ و ۲۵/۴۴، البدایة والنهایة ۱۱/۴۳۰)



روایت: (۶)

وبإسناده قال: قال عمر رضی اللہ عنہ: تعجبون من دهی هرقل و کسری، و تدعون معاویة!

ترجمہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تم ہرقل اور کسری کی عقل مندی کو اچھا سمجھتے ہو؛ حالاں کہ تمہارے درمیان معاویہ موجود ہیں۔ (تاریخ طبری ۵/۳۳۰، سیر أعلام النبلاء: ۳/۱۳۴)



روایت: (۷)

وبإسناده: قال ابن عباس رضی اللہ عنہ: لله بلاد ابن هند، ما أکرم حسبه، وأکرم مقدرته! والله ما شتمنا علی منبرٍ قط، ولا بالأرض، ضناً منه بأحسابنا وحسبه.

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اللہ کی قسم! بڑی وسیع وعریض ہے ہند کے بیٹے کی سلطنت۔ ان کا حسب کیا ہی اچھا ہے اور ان کی قدرت کیا ہی اچھی ہے۔ اللہ کی قسم! کبھی بھی انہوں نے ہمیں منبر پر برا نہیں کہا اور نہ ہی منبر کے علاوہ کبھی برا کہا، ہم امیر معاویہ سے حسب ونسب کے اعتبار سے کمتر ہیں۔

(أنساب الأشراف: ۸۲/۱/۴، مختصر تاریخ دمشق ۶۱/۲۵)



روایت: (۸)

وبإسناده: قال ابن عباس رضی اللہ عنہ: قد علمت بما كان معاوية يغلب الناس؛ كان إذا طاروا وقع، وإذا وقعوا طار.

ترجمہ:

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا:

مجھے وہ بات معلوم ہے جس کی وجہ سے معاویہ لوگوں پر غالب رہتے تھے جب لوگ اڑتے تھے تو معاویہ اترتے تھے اور جب لوگ اترتے تھے تو معاویہ اڑتے تھے۔

(أنساب الأشراف: ۸۵/۱/۴، والبدایہ والنہایہ: ۴۴۳/۱۱)



روایت: (۹)

وبإسناده: لما جاء نعي معاوية إلى ابن عباس، والمائدة بين يديه، فقال لغلامه: ارفع ارفع. ثم قال: اللهم أنت أوسع لمعاوية، ثم قال: خيرٌ ممن يكون بعده، وشر ممن كان قبله؛ ثم قال:

جبلٌ تزعزع ثم مال بجمعه
فى البحر لا رَتقَت عليك الأبحر

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر ملی اور دسترخوان آپ کے سامنے رکھا ہوا تھا تو آپ نے اپنے خادم سے دسترخوان ہٹوا دیا اور یوں

گویا ہوئے: اے اللہ! معاویہ کے لیے وسعت پیدا فرما۔

پھر کہا: معاویہ اپنے بعد والوں سے بہتر تھے اور اگلوں سے کمتر تھے۔ مزید کہا کہ وہ ایک عظیم الشان پہاڑ تھے جو پارہ پارہ ہو گیا پھر سمندر میں پوری طرح گر گیا۔ (مختصر تاریخ دمشق: ۹۲/۲۵)



روایت: (۱۰)

وبإسناده: قال عبد الله بن الزبير ﷺ، وهو يخطب، وذكر معاوية فقال: رحم الله ابن هندٍ، لوددت أنه بقي ما بقي من أبي قبيسٍ حجرٌ، على مثل ما فارقنا عليه، كان -والله- كما قال بطحاء العذري:

ركوب المنابر ذو هيبةٍ ... معن بخطبته مجهر

تثوب إليه هوادي الكلام ... إذا ضل خطبته المهمر

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے خطبہ کے دوران حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

اللہ ہند کے بیٹے پر رحم فرمائے! میری یہ خواہش تھی کہ معاویہ ہمارے درمیان اس وقت تک باقی رہیں جب تک بنو قبیس پہاڑ کے پتھر۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال پر ملال پر بطحا عذری نے کیا ہی خوب کہا ہے:

ترجمۂ اشعار:

وہ منبروں کی رونق، رعب و دبدبہ والے، بے باک اور بلند آواز خطیب تھے۔ جب بکواس کرنے والا اپنی تقریر سے لوگوں کو گمراہ کردے۔ تو لوگوں کو راہ راست پر لانے والی گفت گوان کا طرۂ امتیاز ہے۔ [عیون الأخبار ۱/۱۱-۱۲؛ البداية والنهاية: ۱۱/۴۴۲]



روایت: (۱۱)

وبإسناده عن ابن عمر ﷺ، قال: ما رأيت أحداً بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أسود من معاوية.

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد معاویہ سے زیادہ کوئی دلیر نہ دیکھا۔

[مختصر تاریخ دمشق: ۲۰۱/۲۲؛ سیر أعلام النبلاء: ۱۵۳/۳]



روایت: (۱۲)

وبإسناده عن عامرٍ رضی اللہ عنہ، قال: أغلظ رجلٌ لمعاوية، فقال: أنهاك عن السلطان، فإن غضبه غضبُ الصبي، ويأخذ أخذ الأسد.

ترجمہ:

حضرت عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: ایک شخص نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے سخت کلامی کی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں تجھے سلطان سے روکتا ہوں (اللہ تعالی سے) کیونکہ اس کا غضب بچے کے غضب، اور اس کی گرفت شیر کی گرفت کی طرح ہے۔[مختصر تاریخ دمشق ۵۸/۲۵ -۵۹، البداية والنهاية: ۴۴۰/۱۱]



روایت: (۱۳)

وبإسناده عن الأعمش، قال: طاف الحسن بن علي مع معاوية، فكان يمشي بين يديه، فقال: ما أشبه أليته بأليتي هندٍ، فسمعه معاوية، فالتفت إليه، [فقال:] أما إنه كان يعجب أبا سفيان.

ترجمہ:

حضرت اعمش سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ طواف کیا، معاویہ ان کے آگے چل رہے تھے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کے الیتین (سرین) ہند کے پیچھے کے حصے سے کتنے مشابہ ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو سن لیا اور ان کی طرف متوجہ ہوئے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا:

سنو! وہ تو ابو سفیان ہی کو بھاتی تھیں۔

[مختصر تاریخ دمشق: ۲۵/۵۹، البدایة والنهایة: ۱۱/۴۴۰]



روایت: (۱۴)

وبإسناده، قال: أسمع رجلٌ مرةً معاوية كلاماً شديداً، غضب منه أهله، فقيل له: لو سطوت عليه، فكان نكالاً. قال: إني لأستحيي أن يضيق حلمي عن ذنب أحدٍ من رعيتي.

ترجمہ:

ایک مرتبہ ایک شخص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اتنی بدتمیزی سے پیش آیا کہ آپ کے اہل خانہ نے بھی آپ کی برد باری دیکھ کر ناراضگی کا اظہار کیا اور کہا کہ اس شخص کو سزا کے طور پر کوڑے لگنے چاہیے لیکن حلم و برد باری کے پیکر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

مجھے حیا آتی ہے کہ میری رعایہ میں سے کسی شخص کی خطا کی وجہ سے میری قوت برداشت تنگ پڑ جائے۔ [مختصر تاریخ دمشق: ۲۵/۵۶؛ البدایة والنهایة: ۱۱/۴۴۰]



روایت: (۱۵)

وبإسناده، قال: حج معاوية، فلما كان عند الردم، أخذ حسين بخطامه فأناخ به، ثم ساره طويلاً، ثم انصرف، وزجر معاوية راحلته وسار. فقال عمرو بن عثمان: ينيخ بك الحسين، وتكف عنه، وهو ابن أبي طالبٍ! فقال معاوية: دعني من علي، فوالله ما فارقني حتى خفت أن يقتلني، فلو قتلني ما أفلحتم؛ وإن لكم من بني هاشمٍ ليوماً.

ترجمہ:

ایک بار جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حج کے دوران مقام ردم کے پاس تھے تو حضرت امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ نے ان کی سواری کو اس کی لگام پکڑ کے بٹھا لیا، حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ بہت دیر سواری کے کان میں سرگوشی کرتے رہے، پھر چلے گئے، اس بات پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی سواری کی زجر و توبیخ کی اور چل پڑے۔

حضرت عمر بن عثمان رضی اللہ عنہ یہ صورت حال ملاحظہ فرما رہے تھے، انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا:

حسین تمہاری سواری کو روک رہے ہیں اور تم اس کو ڈانٹ رہے ہو؟ حالاں کہ وہ ابو طالب کی اولاد سے ہیں؟ تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میرے اور علی کے معاملے میں تم کوئی رائے نہ دو کیوں کہ میں نے ان سے جدائی اختیار نہ کی مگر اپنے قتل پر ان کی جانب سے خوف کی وجہ سے۔ اگر وہ مجھے قتل کرنے میں کامیاب ہو جاتے تو تم اپنے مقاصد کو نہ پہنچتے۔ [أنساب الأشراف: ۵۸/۱/۴؛ معجم البلدان: ۴۰/۳]



روایت: (۱٦)

وبإسناده عن سفيان بن عيينة، قال: بينا معاوية يسير في طريق مكة، إذ نام على راحلته، فلحقه ابن الزبير، فقال: أتنام وأنا معك؟ أما تخاف أن أقتلك؟ قال: لست من قتالي الملوك، إنما يصيد كل طيرٍ قدره؛ إنما أنت - يا ابن الزبير - ثعلبٌ رواغ، تدخل من جُحر و تخرج من جحر؛ والله لكأني بك قد ربقت كما يربق الجدي، فميا ليتني لك حياً فأخلصك، وبئس المخلص كنت.

ترجمہ:

حضرت سفیان بن عیینہ سے روایت ہے، کہتے ہیں:

ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مکہ کے راستے میں چل رہے تھے، اچانک اپنی سواری پر سو گئے، ان سے ابن زبیر رضی اللہ عنہ ملے اور بولے: کیا تم سو رہے ہو؟ حالاں کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ کیا تمہیں ڈر نہیں ہے کہ میں تمہیں قتل کر دوں گا؟

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

تم بادشاہوں کو قتل کرنے والے نہیں ہو، ہر پرندہ اپنی حیثیت کے مطابق شکار کرتا ہے، اے ابن زبیر! تم ایک چالاک لومڑی ہو، جو ایک بل سے داخل ہوتی ہے اور دوسرے سے نکلتی ہے، اللہ کی قسم! میں تم کو اس طرح باندھ دوں گا جس طرح ایک بکری کے بچے کو باندھ دیا جاتا ہے۔ کاش میں تمہارے لیے ایک سانپ ہوتا جو تمہارا کام تمام کر دیتا اور کیا ہی

براتمہارا انجام ہوتا۔[أنساب الأشراف: ۴/۱/۴۰]



روایت: (۱۷)

وبإسناده: أن رجلاً طال مقامه بباب معاوية، ثم أذن له، فقال: يا أمير المؤمنين، انقطعت إليك بالأمل، واحتملت جفوتك بالصبر، وليس لمقربٍ أن يأمن، وليس لمباعدٍ أن ييأس، وكل صائرٌ إلى حظه من رزق الله. فقال معاوية: هذا كلامٌ له ما بعده، فأمر بعهده إلى فلسطين، فقال الرجل:

دخلتُ على معاوية بن حربٍ... وكنت وقد أيست من الدخول
وما أدركت ما أملت حتى... حللت محلة الرجل الذليل
وأغضيت العيون على قذاها... ولم أنظر إلى قالٍ وقيل

ترجمہ:

ایک شخص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بہت دیر تک کھڑا رہا پھر اس کو اجازت دی تو وہ بولا:

امیر المؤمنین! میں نے تو آپ سے امید ہی منقطع کردی تھی اور میں نے آپ کی اس بدسلوکی کو بڑے صبر سے برداشت کیا ہے، یہ بات روا نہیں ہے کہ قریبی تو خوش حال رہیں اور دور کے رہنے والے بدحال۔ ہر شخص اللہ کے رزق سے حصہ پانے والا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو فلسطین میں ملاقات کرنے کا حکم دیا تو وہ شخص بولا:

ترجمۂ اشعار:

میں معاویہ ابن حرب کے پاس آیا اور اندر داخل ہونے سے محروم رہا۔ جس کی مجھے امید تھی مجھے نہیں ملا یہاں تک کہ میں ایک ذلیل شخص کے دربار میں آیا آنکھ میں تنکا گرنے کی وجہ سے میں نے اپنی نگاہوں کو جھکالیا اور میں نے قیل وقال (لوگوں کی گفت گو) کی طرف توجہ نہیں دی۔[مختصر تاریخ دمشق: ۲۹/۲۴۵]



روایت:(۱۸)

وبإسناده قال: دخل سعد بن أبي وقاص على معاوية، فسلم ولم يسلم بإمرة المؤمنين؛ فقال له معاوية: لو شئت أن تقول غيرها لقلت. قال: فنحن المؤمنون ولم نؤمرك؛ كأنك معجبٌ بما أنت فيه يا معاوية! والله ما يسرني أني على الذي أنت عليه، وأني هرقت محجمةً من دمٍ. قال: لكني وابن عمك علياً -يا أبا إسحاق- قد هرقنا فيها أكثر من محجمةٍ ومحجمتين؛ تعال واجلس معي على السرير.

ترجمہ:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، انہوں نے سلام کیا اور امیر المؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سلام نہیں لیا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اس کے علاوہ اگر آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں تو کہیے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا:

ہم مومن ہیں اور ہم نے آپ کو امیر نہیں بنایا ہے گویا کہ اے معاویہ! آپ جس منصب پر فائز ہیں اس پر آپ خوش ہیں اور اللہ کی قسم جس منصب پر آپ فائز ہیں مجھے اس سے خوشی نہیں ہے، اور بے شک میں نے ایک سینگی خون بہایا ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لیکن میں نے اور آپ کے چچازاد بھائی علی نے اے ابواسحاق! اسمیں ایک اور دو سینگی سے زیادہ خون بہایا ہے آیئے اور میرے ساتھ تخت پر بیٹھیے۔

[أنساب الأشراف: ۸۳/۱/۴؛ مختصر تاريخ دمشق: ۲۶۹/۹]



روایت:(۱۹)

بإسناده عن المغيرة، قال: لما جيء معاوية بنعي علي -رحمه الله- وهو قائلٌ مع امرأته ابنة قرظة في يومٍ صائفٍ، قال: {إنا لله وإنا إليه راجعون} ماذا فقدوا من العلم والحلم، والفضل والفقه. فقالت امرأته: أنت بالأمس تطعن في عينيه، وتسترجع عليه اليوم؟ قال: ويلك، لا تدرين ماذا

فقدوا من علمه وفضله وسوابقه.

ترجمہ:

مغیرہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہوئی اس وقت آپ اور آپ کی بیوی (بنت قرظہ) قیلولہ فرما رہے تھے، گرمی کا موسم تھا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾

اور کہا:

لوگوں سے علم وفضل اور تحمل وفقہ کی دولت ہی چلی گئی، ان کی بیوی نے کہا:

کل تو آپ ان کی آنکھوں میں چبھتے تھے اور آج آپ ان پر ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾ پڑھ رہے ہیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تیری ناک خاک آلود ہو، تجھے کیا خبر لوگوں نے علم وفضل کی کس دولت کو کھودیا ہے۔[مختصر تاریخ دمشق: ۳۹/۲۵؛ البدایة والنهایة: ۱۱/۱۲۹ و ۴۲۸]



روایت: (۲۰)

وبإسناده، قال: جاء ابن أحوز التميمي إلى معاوية، فقال: يا أمير المؤمنين، جئتك من عند ألأم الناس، وأبخل الناس، وأعيا الناس، وأجبن الناس. فقال: ويلك، وأنى أتاه اللؤم، وكنا نتحدث أن لو كان لعلي بيتٌ من تبرٍ وآخر من تبنٍ، لأنفد التبر قبل أن يُنفد التبن؟ ويحك، وأنى أتاه العي، وإن كنا نتحدث أنه ما جرت المواسي على رأس رجلٍ من قريشٍ أفصح من علي؟ ويلك، وأنى أتاه الجبن، وما برز له رجلٌ قط إلا صرعه؟ -والله- يا ابن أحوز -لولا أن الحرب خدعةٌ، لضربت عنقك؛ اخرج، فلا تقيمن في بلدي.

قال عطاءٌ: وإن كان يقاتله، فإنه قد كان يعرف فضله.

ترجمہ:

ابن احوز تمیمی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں آیا اور بولا:

اے امیر المؤمنین! میں آپ کے پاس لوگوں میں سب سے زیادہ درد رساں،

لوگوں میں سب سے زیادہ بخیل، لوگوں میں سب سے زیادہ کلام سے عاجز اور لوگوں میں سب سے زیادہ بزدل شخص کے پاس سے آیا ہوں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

بخل ان میں کی سے آسکتا ہے؟ حالانکہ ہم آپس میں کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس اگر سونے کا ایک گھر ہو اور دوسرا بھوسے کا تو علی رضی اللہ عنہ بھوسے سے پہلے سونے کو خرچ کر دیں گے۔

افسوس ہے تجھ پر! وہ کلام سے عاجز کیسے ہو سکتے ہیں؟ حالاں کہ ہم کہتے ہیں کہ قریش کا کوئی شخص علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ فصیح اللسان نہیں ہے۔

تیری ناک خاک آلود ہو! علی بزدل کیسے ہو سکتے ہیں؟ جب کبھی کوئی شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے پچھاڑ دیا۔ علی رضی اللہ عنہ تو بزدل ہو ہی نہیں سکتے۔ اللہ کی قسم! اے ابن احوز! اگر جنگ دھوکا نہ ہوتی تو ضرور میں تیری گردن اڑا دیتا، نکل جا اور میرے شہر میں مت ٹھہرنا۔

عطاء نے کہا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ اگر اس کو قتل کر دیتے تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضل کو جان لیتا کہ علی رضی اللہ عنہ کتنے فضل و کمال والے ہیں۔ [مختصر تاریخ دمشق: ۱۸/۲۹]



روایت: (۲۱)

وبإسناده عن المغيرة، قال: أرسل الحسن بن علي وابن جعفر إلى معاوية يسألانه المال، فبعث بمئة ألفٍ -أو لكلٍ واحدٍ منهما مئة ألفٍ- فبلغ ذلك علياً، فقال لهما: ألا تستحييان؟ رجلٌ نطعن في عينه غدوةً وعشيةً، تسألانه المال؟ قالا: لأنك حرمتنا وجادلنا.

ترجمہ:

حضرت مغیرہ سے روایت ہے، کہتے ہیں:

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن جعفر رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مال کی درخواست کی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو یا دونوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک

لاکھ عطا کیا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ نے ان سے کہا:

کیا تمہیں شرم نہیں آتی جس شخص کی آنکھوں میں ہم صبح وشام چبھتے ہیں تم اسی سے مال مانگتے ہو۔ دونوں نے کہا: ہاں ہم نے ان سے اس لیے مال کی درخواست کی کہ آپ نے ہمیں محروم رکھا؟ اور انہوں نے ہمیں عطا کیا۔

[سیر أعلام النبلاء: ۳/۱۵۴-۱۵۵؛ البدایة والنهایة: ۱۱/۱۴۴]



روایت: (۲۲)

وبإسناده: أن عمرو بن العاص قال لعبد الله بن عباسٍ: يا بني هاشمٍ، أما والله لقد تقلدتم بقتل عثمان فرم الإماء العوارك؛ أطعتم فساق أهل العراق في عيبه، وأحرزتموه مراق أهل مصر، وأويتم قتلته؛ وإنما نظر الناس إلى قريشٍ، ونظرت قريشٌ إلى بني عبد مناف، ونظرت بنو عبد مناف إلى بني هاشمٍ. -[26]- فقال عبد الله بن العباس لمعاوية: يا معاوية، ما تكلم عمرو إلا عن رأيك، وإن أحق الناس أن لا يتكلم في أمر عثمان لأنتما. أما أنت يا معاوية، فزينت له ما كان يصنع، حتى إذا أحصر طلب نصرك، فأبطأت عنه، وأحببت قتلته، وتربصت به. وأما أنت يا عمرو، فأضرمت المدينة عليه، وهربت إلى فلسطين تسأل عن أنبائه؛ فلما أتاك قتله، أضاقتك عداوة علي، إلى أن لحقت بمعاوية، فبعت دينك منه بمصر.

فقال معاوية رضي الله عنه: حسبك -يرحمك الله- عرضني لك عمرو، وعرض نفسه؛ لا جزي عن الرحم خيراً.

ترجمہ:

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا:

اے بنی ہاشم! سنو، اللہ کی قسم! تم عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے ذمہ دار ہو، تم نے عراق کے فاسقوں کا ساتھ دیا ان کے اس گناہ عظیم کے ارتکاب میں، تم نے مصر کے ملحدین کو ان کے خلاف اکٹھا کیا، تم نے ان کے قاتلوں کو پناہ دی، لوگوں نے قریش کی طرف دیکھا اور قریش نے بنو عبد مناف کی طرف دیکھا تو بنو عبد مناف نے بنو ہاشم کی طرف۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا:

ہاں اے معاویہ! عمرو نے جو بھی کہا ہے آپ کی رائے کے مطابق کہا ہے، بے شک لوگوں میں سب سے زیادہ حقدار آپ دونوں ہی ہیں جس سے عثمان۔ کے معاملے میں کہا جا سکے، لیکن اے معاویہ! آپ نے اس کے لیے اس کو مزین کیا جو وہ کرتا تھا یہاں تک کہ جب آپ سے مدد مانگی گئی تو آپ نے دیر کی (ٹال مٹول کی) اور ان کا قتل ہو جانا پسند کیا اور اس کا انتظار کیا، لیکن تم اے عمرو! تم مدینے میں ان پر غصے سے بھڑک اٹھے تھے اور ان کے بارے میں پوچھتے ہوئے فلسطین چلے گئے تھے۔ جب ان کے قاتل تمہارے پاس آئے تو علی کی دشمنی نے تم کو تنگ کر دیا، یہاں تک کہ تم معاویہ سے جا ملے اور مصر میں تم نے ان کے ہاتھوں اپنا دین بیچ دیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

اللہ تجھے کافی ہے، اللہ تجھ پر رحم فرمائے۔ عمرو نے مجھے نشانہ بنایا ہے، میری تعریض کی ہے، خود کی تعریض کی ہے اور الرحم (رحم) کو جزائے خیر نہیں دی جاتی۔

[أنساب الأشراف: ۴/۱/۹۳-۹۵]



روایت: (۲۴)

وبإسناده عن ابن سيرين، قال: قام رجلٌ إلى معاوية كأنه سفودٌ محترقٌ، فقال: يا معاوية، والله لتستقيمن أو لنقومنك. قال معاوية: بماذا؟ قال: بالقتل. قال: إذاً نستقيم يا أعرابي.

ترجمہ:

حضرت ابن سیرین سے روایت ہے: ایک شخص بڑے غصے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف کھڑا ہوا اور اس نے کہا:

اے معاویہ! اللہ کی قسم! تم ضرور سیدھے ہو جاؤ گے یا ہم تمہیں سیدھا کر دیں گے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کس چیز سے؟ اس نے کہا قتل کر کے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

تب تو ہم سیدھے ہو جائیں گے؛ اے اعرابی!

[مختصر تاریخ دمشق: ۲۵/۶۰؛ سیر أعلام النبلاء: ۳/۱۵۴]



ونقلت من الجزء الثاني، وليس فيه سماعي:



روایت: (۲۴)

بإسنادٍ، قال: كتب ابن الزبير إلى معاوية: قد علمت أني صاحب الدار، وأني الخليفة بعد عثمان، ولأفعلن ولأفعلن. فدعا معاوية يزيد، فقال: ما ترى؟ قال: أرى -والله- أن لو كنت أنت وهذا على السواء، ما كان ينبغي أن تقبل منه هذا. قال: فما ترى؟ قال: أرى أن تبعث إليه خيلاً؛ قال: ويحك، إني لا أصل إلى ابن الزبير حتى أقتل دونه رجالاً من قريشٍ؛ فكم ترى أن أرسل إليه؟ قال: أربعين ألف فارسٍ. قال: فكم ترى يكفيها لمخاليها؟ قال: أربعون ألف مخلاةً، لكل مخلاةٍ درهمٌ، فذلك أربعون ألف درهمٍ. فقال معاوية: يا غلام، اكتب إلى ابن الزبير: إن أمير المؤمنين قد بعث إليك ثلاثين ألف درهمٍ، تستعين بها على أمرك.

قال: فكتب ابن الزبير: وصلت أمير المؤمنين رحمٌ. فقال معاوية ليزيد: ربحنا على ابن الزبير عشرة آلاف درهمٍ في المخالي.

ترجمہ:

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھ کر بھیجا:

آپ کو معلوم ہے کہ میں صاحب دار ہوں (حاکم ہوں) اور بے شک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد میں خلیفہ ہوں۔ میں ضرور اچھی طرح حکومت کروں گا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو بلایا اور پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ یزید نے کہا: میری رائے یہ ہے کہ واللہ! اگر آپ اور یہ برابر ہوتے تو مناسب نہیں تھا کہ آپ اس کی جانب سے اس کو قبول کرتے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟ یزید نے کہا: میں سمجھتا ہوں کہ گھوڑے بھیجے جائیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: افسوس ہے تجھ پر میں ابن زبیر سے اس وقت تک نہیں ملوں گا جب تک کہ میں اس سے کمتر قریش کے ایک شخص کو قتل نہ کردوں۔ بتا! کتنے بھیجوں؟ یزید نے کہا: چالیس ہزار گھوڑ سوار۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

کتنے چارہ دان کافی ہوں گے؟ یزید نے کہا: چالیس ہزار اور ہر چارہ دان ایک درہم کا ہے، اس حساب سے ۴۰ ہزار درہم ہوئے۔

تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

اے بچے! ابن زبیر کو لکھ کر بھی جبکہ امیر المؤمنین نے تمہارے پاس تیس ہزار دراہم بھیجے ہیں ان سے اپنے معاملے میں مدد لو (یعنی اپنے کام میں خرچ کرو) اور کہتے ہیں کہ ابن زبیر نے معاویہ کو لکھ کر بھیجا:

امیر المؤمنین پر رحم فرمائے! حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید سے کہا: ہمیں ابن زبیر سے چارہ دانوں میں دس ہزار کا فائدہ ہوا ہے۔[أنساب الأشراف: ۴/۱/۵۳؛ المستطرف: ۱/۵۷۷]



روایت: (۲۵)

وبإسناده، قال: أتى معاوية بقطائف، فقسمها بين أهل الشام، وأعطى شيخاً قطيفةً، فتسخطها، وحلف ليضربن بها رأس معاوية، فبلغ معاوية فقال له: أوفِ بنذرك، وليرفق الشيخ بالشيخ.

ترجمہ:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس کھجور کی ٹوکریاں لائی گئیں، آپ نے اہل شام کے درمیان اس کو تقسیم کر دیا، ایک بوڑھے آدمی کو ایک ٹوکری دی، وہ ناراض ہوا اور غصہ ہو گیا۔ اس نے قسم کھائی کہ وہ اس ٹوکری کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سر پر مارے گا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ہو گئی تو آپ نے اس بوڑھے آدمی سے کہا:

اپنی قسم پوری کرلو اور ایک بزرگ کو دوسرے بزرگ کے ساتھ نرمی سے پیش آنا چاہیے۔[أنساب الأشراف: ۴/۱/۴۹]



روایت:(۲۶)

وبإسناد: أن أعرابياً كان على عهد معاوية، قالت له امرأته وبناته: لو أتيت أمير المؤمنين، فسألته وأخبرته بحالك، لعل الله يرزقك منه شيئاً. قال: إنه ليس بيدي شيء. فباعوا حلياً ومتاعاً لهم، وتجهز حتى أتى معاوية، فدخل عليه وقد نصب في الطريق، فرأى جماعة الناس على معاوية، فلم يقدر على كلامه، فدار خلفه فقعد خلف السرير على مثل بين و سادتين، فجعل يخفق برأسه لما لقي من العياء في طريقه، فنام وتفرق الناس عن معاوية.

فلما أمسوا وخرج للمغرب، ثم رجع فتعشى وخرج لصلاة العشاء، والشيخ نائمٌ لا يعلم، حتى ذهب هوي من الليل، فدخل معاوية على أهله، فانتبه الشيخ لما أصابه برد الليل، فإذا هو بالسرج، وإذا ليس بالبيت أحدٌ غيره، فقام فخرج إلى الدار، فإذا الأبواب مقفلةٌ، فاسترجع، وقال: إنا لله، جئت أطلب الخير، فالآن أوخذ بظن أني جئت أغتال أمير المؤمنين. فجعل يطلب مكاناً يختبئ فيه إلى أن يصبح، فلم يجد، فدخل تحت سرير معاوية.

فلما ذهب هوي من الليل، إذا معاوية قد أقبل؛ شيخٌ ضخم البطن، متوشحٌ بملحفةٍ حمراء، حتى قعد على السرير، والشيخ ينظر، وهو يسترجع في نفسه، يقول: الآن أقتل. ثم قال معاوية: يا غلام؛ فأتاه بعض الوصفاء، فقال: انطلق إلى ابنة قرظة، فادعها. فأتاها، فقالت: لا أستطيع؛ فرده إليها، فقال: عزمت عليك؛ فجاءت تمشي ومعها جوارٍ يسترنها، حتى قعدت على السرير معه، وطرن الجواري. فكلمها معاوية ساعةً ثم قال: عزمت عليك إلا نزلت فمشيت؛ ورمى عنها ثيابها، وبقيت في درعٍ رقيقٍ من قز، يستبين منه جميع جسدها، فمشت؛ فقال: أقبلي، فأقبلت؛ ثم قال: أدبري، فأدبرت؛ والشيخ ينظر، ثم أقبلت، فإذا هي ببريق عين الشيخ من تحت السرير، فصاحت وقالت: افتضحت؛ وقعدت وتقنعت بيدها، فقام معاوية إليها

فقال: ما لك، ويحك، قالت: رجلٌ تحت السرير. فأدخل معاوية يده، فأخذ برأسه، فإذا شعيراتٌ، فجعل لا يقدر على أن يقبض على شعره؛ فلما علم أنه شيخٌ كبيرٌ تركه. ولبست ابنة قرظة ثيابها، وانطلقت إلى بيتها؛ وخرج الشيخ إلى معاوية، فقال: يا أمير المؤمنين، لينفعني عندك الصدق. قال: هيه. فقص عليه القصة، فقال: لا بأس عليك، وجعل معاوية يضحك، وجعل يسائله؛ فإذا الأعرابي منظرٌ، لا يسأله عن شيءٍ إلا أخبره.

فلما أصبح دعا معاوية خصياً له، فقال: خذ بيد هذا، فأدخله على بنت قرظة، وقل لها: إن هذا الذي تخلاك البارحة، وللخلوة نحلةٌ، فأعطيه نحلته.

فأدخله الخصي عليها، وأخبرها بما قال معاوية، فصاحت بالخادم فخرج، وحبست الأعرابي وقالت: ويحك، ما قصتك؟ فقص عليها القصة، فأعطته، وأوقرت راحلته ثياباً وغير ذلك، وقالت له: إذا خرجت من عندي، فلا تقيمن في هذه البلاد، فإن رآك أحدٌ بها نكلت بك؛ وخافت أن يقيم، فكلما ذكره معاوية دعاه فذكر له ما كان؛ ثم قالت لغلام لها: انطلق فاحمله وما معه على الراحلة، ثم انخس به حتى تخرجه من هذه الأرض فانطلق الأعرابي وقد أصاب حاجته.

ترجمہ:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک اعرابی تھا، اس کی بیوی اور اس کی بیٹی نے اس سے کہا:

اگر آپ امیر المؤمنین کے پاس جائیں، ان سے سوال کریں اور انہیں اپنے حالات بتائیں تو یقینا اللہ عزوجل ان کی جانب سے تمہیں کچھ عطا فرمائے گا۔ اعرابی نے کہا: میرے پاس کچھ نہیں ہے یعنی جانے کے لیے پیسے نہیں ہیں تو انہوں نے اپنے کپڑے اور اپنا سامان بیچ دیا اور جانے کی تیاری کی یہاں تک کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آ گیا۔

وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دربار میں داخل ہوا اور وہ راستے میں بہت تھک چکا تھا۔ اس نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس لوگوں کی بھیڑ دیکھی تو وہاں سے بات نہ کر سکا، وہاں کے پیچھے گھوما اور تخت کے پیچھے دونوں تکیوں کے درمیان بیٹھ گیا، راستے میں تھکن

کے لاحق ہونے کی وجہ سے وہ اپنے سر کو ہلانے لگا اور نیند کے غلبے کی وجہ سے وہ سو گیا۔

لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے چلے گئے، شام ہوئی، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مغرب کی نماز کے لئے نکلے، نماز پڑھ کر واپس آئے، شام کا کھانا تناول فرمایا اور عشاء کی نماز کے لیے نکل گئے۔ بوڑھا گہری نیند میں سوتا رہا یہاں تک کہ رات کا ایک پہر گزر گیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے گھر آئے، جب بوڑھے کو رات کے وقت ٹھنڈ لگی تو وہ بیدار ہو گیا۔ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ چراغوں کے سامنے تھے اور اس وقت گھر میں ان کے علاوہ اور کوئی نہ تھا، تو اعرابی کھڑا ہوا پھر گھر کی طرف نکلا جب کہ دروازوں میں تالا لگ گیا تھا تو اس نے اپنے دل میں سوچا اور کہا میں آیا تو تھا خیر کی تلاش میں اب میں پکڑا جاؤں گا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں قیدی بنا کر لے جایا جاؤں گا تو وہ رات گزارنے کے لیے جگہ تلاش کرنے لگا یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ اسے کوئی جگہ نہ ملی تو وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے تخت کے نیچے چلا گیا۔ جب رات کا ایک حصہ گزر گیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔

بوڑھا بھاری پیٹھ والا آدمی تھا، سرخ رنگ کی چادر اوڑھے ہوئے تھا یہاں تک کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تخت پر بیٹھ گئے، بوڑھا دیکھ رہا تھا اور وہ اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ میں اب قتل کر دیا جاؤں گا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام سے کہا: اے غلام! ایک خادم آیا تو اس سے فرمایا کہ بنت قرظہ کے پاس جاؤ اور انہیں بلا کر لاؤ۔ وہ غلام بنت قرظہ کے پاس آیا، بنت قرظہ نے کہا: میں نہیں جا سکتی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بنت قرظہ کے پاس اسی کو بھیجا یہ کہتے ہوئے کہ میں تمہیں سختی کے ساتھ حکم دیتا ہوں تو وہ دوڑی چلی آئیں اور ان کے ساتھ باندیاں تھیں جو ان کے چاروں طرف تھیں یہاں تک کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تخت پر بیٹھ گئیں اور باندیاں چلی گئیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے تھوڑی دیر بنت قرظہ سے بات چیت کی پھر کہا: میں نے آپ کو سختی کے ساتھ حکم دیا تبھی آپ چل پڑیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے اوپر سے

ان کے کپڑے پھینکے، ان کے جسم پر صرف ایک ریشم کا دو پٹارہ گیا جس سے ان کا پورا جسم چھپا ہوا تھا، وہ تھوڑی چلیں، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آگے آؤ، وہ آگے آئیں، پھر فرمایا: گھوم جاؤ، وہ گھوم گئیں اور جب نیچے آئیں تو بوڑھے کے بال کل سامنے ہوگئیں، وہ چلائیں اور کہا: میں رسوا ہوگئی اور بیٹھ گئیں اور اپنے ہاتھ سے اپنی اوڑھنی اوڑھی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان کی طرف کھڑے ہوئے اور کہا تجھے کیا ہوا؟ تجھ پر افسوس ہے! بولی کوئی شخص تخت کے نیچے ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ تخت کے نیچے ڈالا اور اس کے بال پکڑنے لگے لیکن وہ اس کے بال پکڑ نہیں سکے، جب انہیں معلوم ہوا کہ وہ بہت بوڑھا ہے تو اسے چھوڑ دیا، بنت قرظہ نے اپنے کپڑے پہن لیے اور اپنے گھر چلی گئیں۔ بوڑھا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بولا: امیر المؤمنین! آپ کی بارگاہ میں سچ بولنے ہی سے مجھے نجات مل سکتی ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بول! تو اس نے سارا ماجرا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو سنایا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کوئی حرج نہیں، آپ ہنسنے لگے اور اس سے پوچھ تاچھ کرنے لگے یا اس کی حاجت پوری کرنے لگے۔ اس وقت اعرابی کا چہرہ قابل دید تھا اور وہ کچھ نہ مانگ سکا صرف اپنے حالات سنائے۔

جب صبح ہوئی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو بلایا اور اس سے کہا: اس کا ہاتھ پکڑ اور بنت قرظہ کے پاس لے جا اور اس سے کہنا کہ یہ وہی ہے جس نے کل رات آپ کو خلل میں ڈال دیا تھا، خلل ڈالنے والے کے لیے اجرت ہے، اسے اس کی اجرت دے دو۔ خادم اس کو بنت قرظہ کے پاس لے گیا اور بنت قرظہ کو اس کی خبر دی جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔ انھوں نے خادم کو ڈانٹا تو وہ نکل آیا۔ اعرابی کو قید کر لیا اور کہا: افسوس ہے تجھ پر! تیرا قصہ کیا ہے؟ چل سنا۔ تو اس نے سارا واقعہ بیان کیا۔ بنت قرظہ نے اس کو کچھ عطا کیا، نیز اس کی سواری پر کچھ کپڑے وغیرہ رکھ دیے اور اس سے کہا: جب تو میرے پاس سے نکلے تو اس شہر میں مت ٹھہرنا اگر کسی نے تجھے یہاں دیکھ لیا تو میں تجھے سزا دوں گی۔ بنت قرظہ کو اندیشہ ہوا کہ یہ ٹھہرے گا۔ جب معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کا ذکر کیا تو اس کو بلایا اور جو تھا اس کے لیے ذکر کیا یعنی اس کو دینے کے لیے کہا پھر بنت قرظہ نے اپنے غلام سے کہا تو جا اور

اس اعرابی اور اس کے سامان کو سواری پر رکھ دے پھر اس کو تیزی سے ہانک کر لے جا یہاں تک کہ تو اس کو اس سرزمین سے نکال دے۔[اعرابی چلا گیا اور اس کی حاجت پوری ہو گی۔]

[التذکرة الحمدونیة:۹/۲۴۷]



روایت:(۲۷)

وبإسناده عن عبد الله بن أبي مليكة، قال: خطبهم معاوية على منبر مكة، فقال: إن عتبة بن أبي سفيان كتب إلي، يذكر أن أناساً من باهلة دلوا الروم على عورات المسلمين، وبالله لقد هممت أن أكتب إليه أن يحملهم في البحر، ثم يغرقهم. فقام عبدٌ أسود، فقال: والله لا نرضى بكل رجلٍ منهم رجلاً من ولد أبي سفيان. فقال معاوية: اجلس يا غراب. فقال: أبالسّودة تعيرني؟ الغراب ينقر عين الرخم.

وقال عمرو بن العاص رضي الله عنه: ألا تضرب عنق هذا الكلب؟ قال: إنا -والله- لا نحول بينهم وبين ألسنتهم ما لم يحولوا بيننا وبين سلطاننا.

ترجمہ:

حضرت عبداللہ ابن ابوملیکہ سے روایت ہے کہتے ہیں:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مکہ کے منبر پر لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ عتبہ بن ابوسفیان نے میری طرف ایک خط لکھا ہے، وہ ذکر کرتے ہیں کہ قبیلہ باہلہ کے لوگوں نے مسلمانوں کی بیویوں پر روم کی رہنمائی کی (رومیوں کی رہنمائی کی) اور اللہ کی قسم میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ میں عتبہ ابن ابوسفیان کو خط لکھوں گا کہ وہ ان کو سمندر میں اٹھا لے جائے پھر وہاں کو غرق کر دے تو ایک کالا غلام کھڑا ہوا اور بولا واللہ ہم ان میں سے کسی شخص سے راضی نہیں ہیں اور ابوسفیان کی اولاد میں سے بھی کسی شخص سے راضی نہیں ہیں تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

بیٹھ، اے کوے! فرمایا: اے کالے کلوٹے! کیا تجھے شرم نہیں آتی کوا گدھ کی آنکھ میں چونچ مارتا ہے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ اس کتے کی گردن نہیں ماریں گے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہ اہم اللہ کی قسم ان کے اور ان کی زبان کے اس وقت تک

آڑے نہیں آئیں گے جب تک یہ ہمارے اور ہماری حکومت کے آڑے نہ آ جائیں۔

[الحیوان: ۳/۳۲۷؛ البرصان: ۱۰۰]



روایت: (۲۸)

وبإسناده عن قتادة، قال: لقي معاوية ابن عباس، فقال له: يا ابن عباسٍ، احتسب الحسن، لا يحزنك الله ولا يسوؤك. قال: أما ما أبقى الله أميرَ المؤمنين فلا يحزني ولا يسوؤني. قال: فأعطاه على كلمته ألف ألفٍ رقةً وعروضاً وأشياء. قال: خذها فاقسمها في أهلك.

ترجمہ:

حضرت قتادہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ملے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا:

اے ابن عباس! اچھا گمان رکھو، اللہ عز وجل تم کو غمگین نہ کرے گا اور نہ آفت و بلیات میں مبتلا کرے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ جب تک امیر المؤمنین کو باقی رکھے گا تو وہ مجھے غمگین نہ کرے گا اور نہ ہی آفت و بلیات میں مبتلا کرے گا۔

راوی کا بیان ہے:

تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار درہم یا دینار اور سامان اور کچھ چیزیں عطا فرمائیں اور فرمایا اس کو لے لو اور اپنے گھر والوں میں تقسیم کر دینا۔

[مختصر تاریخ دمشق: ۲۵/۶۷؛ البدایۃ والنهایۃ: ۱۱/۴۳۶]



روایت: (۲۹)

وبإسناده عن الشعبي، قال: قدم رجلٌ على معاوية، فسأله فأعطاه، فقال: آجرك الله يا أمير -[31]- المؤمنين. فقال: يا ابن أخي، والله لئن كنا نؤجر فيما نعطي، وليس علينا إثمٌ فيما نأخذ، ما كان في الدنيا شيخان أقل

حظاً من أبي بكر وعمر؛ وليس كما ذكرت، وسأنبئك به: فتحنا لكم باب الهجرة، وسددنا الثغور، وأدررنا الأعطية، وأجرينا الرزق، وبقي بعد ذلك مالٌ كثيرٌ، عاث فيه معاوية وآل معاوية، وسيلقون الله فيحاسبهم، فإن شاء غفر لهم، إنه غفورٌ رحيمٌ.

ترجمہ:

حضرت شعبی سے روایت ہے، کہتے ہیں:

ایک شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور دست سوال دراز کیا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا:

اے بھتیجے! اللہ کی قسم! اگر ہم کو اس پر اجر دیا جاتا جو ہم عطا کرتے ہیں اور ہم پر کوئی گناہ نہیں ہوتا اس میں جو ہم لیتے ہیں تو دنیا میں دو شیخوں ابو بکر اور عمر سے کم حصے والا کوئی نہ ہوتا اور ایسا نہیں ہے جیسا کہ آپ نے ذکر کیا ہے اور جلد ہی میں آپ کو اس کی خبر سناؤں گا۔ ہم نے تمہارے لیے ہجرت کا دروازہ کھولا، سرحدوں کی بندشگی، ہم نے تم کو خوب عطا کیا، ہم نے رزق جاری کیا اور اس کے بعد بھی بہت سارا مال بچ گیا جس میں معاویہ اور آل معاویہ نے فساد مچایا۔ عنقریب وہ اللہ رب العزت سے ملاقات کریں گے تو اللہ ان سے حساب لے گا، اگر اللہ چاہے تو انہیں بخش دے کیوں کہ اللہ عزوجل بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔[أنساب الأشراف: ۱۱۰/۱/۴]



روایت: (۳۰)

وبإسناده قال: قدم شاب من قريشٍ على معاوية، فحجبه عبيدٌ حاجبه، فقام إليه في بعض ما كان يرده عن الباب، فأغلظ له عبيدٌ، فرثمه الفتى، فدخل على معاوية وعليه قميصٌ مدلوكٌ عليه الدماء؛ فغضب معاوية حتى عرف الغضب في وجهه، ثم سكت طويلاً، ثم رفع رأسه فقال للحاجب: انطلق، فإن القدرة تذهب الحفيظة، يعني الغضب.

ترجمہ:

انہی سے مروی ہے: قریش کا ایک نوجوان حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا،

اس وقت ایک غلام آپ کی نگرانی کر رہا تھا، غلام نے اس کے ساتھ سختی کی (غصہ سے پیش آیا) تو نوجوان نے اس کی ناک توڑ دی۔ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس اس حال میں آیا کہ اس کی قمیص خون سے لتھڑی ہوئی تھی، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ غصہ ہوئے یہاں تک کہ آپ کے چہرے پر غصے کے آثار نمودار ہونے لگے پھر بہت دیر تک خاموش رہے، اس کے بعد اپنا سر اوپر اٹھایا اور نگہبان سے کہا: چلا جا کیوں کہ قدرت غضب کو لے جاتی ہے۔



روایت: (۳۱)

وبإسنادٍ، قال: كان شداد بن أوسٍ فيمن ترك معاوية واعتزله، فقال له معاوية: قم فاخطب، فقام، فحمد الله وأثنى عليه، ثم صلى على النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثم قال: ألا إن الدنيا عرضٌ حاضرٌ، يأكل منه البر والفاجر، وإن الآخرة وعدٌ صادقٌ، يحكم فيه ملكٌ قادرٌ؛ ألا إن الخير كله بحذافيره في الجنة، ألا وإن الشر كله بحذافيره في النار، {من يعمل مثقال ذرةٍ خيراً يره. ومن يعمل مثقال ذرةٍ شراً يره} غفر الله لي ولكم.

وفي رواية أخرى: أن معاوية قال لشداد بن أوسٍ: قم فاخطب. فقال شدادٌ: الحمد لله الذي افترض الحمد على عباده، وجعل رضاه عند أهل التقوى آثر من رضا خلقه، على ذلك مضى أولهم، وعليه يمضي آخرهم. أيها الناس: ألا إن الآخرة وعدٌ صادقٌ، يحكم فيه ملكٌ قادرٌ؛ وإن الدنيا أجلٌ حاضرٌ، يأكل منه البر والفاجر؛ وإن السامع المطيع لله لا حجة عليه، وإن السامع العاصي لا حجة له؛ وإن الله تبارك وتعالى إذا أراد بالناس صلاحاً عمل فيهم صلحاؤهم، وقضى بينهم فقهاؤهم، وجعل الملك في سمحائهم. وإذا أراد الله بالعباد شراً، عمل عليهم سفهاؤهم، وقضى بينهم جهلاؤهم، وجعل المال عند بخلائهم؛ وإن من صلاح الولاة أن يصلح قرناؤها، ونصحك -يا معاوية- من أسخطك بالحق، وغشك من أرضاك بالباطل.

فقال له معاوية: اجلس؛ وأمر له بمال. فقال: إن كان من مالك دون مال المسلمين، تعاهدت جمعه مخافة تبعته، فأصبته حلالاً، وأنفقته إفضالاً، فنعم. وإن كان مما شركك فيه المسلمون فاحتجنته دونهم، أصبته اقترافاً، وأنفقته إسرافاً، فإن الله عز وجل يقول: {إن المبذرين

كانوا إخوان الشياطين﴾.

ترجمہ:

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ ان میں سے تھے جس نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو معزول کیا تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا:

کھڑے ہو اور خطبہ دو۔ وہ کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا بیان کی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا، اور کہا: سنو دنیا ایک خوب صورت سامان ہے، جس سے نیک اور گناہ گار دونوں کھاتے ہیں۔ بے شک آخرت سچا وعدہ ہے جس میں ملک قادر یعنی اللہ رب العزت فیصلہ فرمائے گا۔ سنو! بیشک بھلائی تمام کی تمام اللہ کی جانب سے ہے، جنت میں لے جائے گی۔ اور سنو! بیشک برائی تمام کی تمام جہنم میں لے جائے گی۔ ارشاد باری ہے:

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ
وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ

ترجمہ:

جس نے ایک ذرہ کے برابر بھی نیکی کی تو وہ اس کو دیکھے گا اور جس نے ایک ذرہ کے برابر بھی برائی کی یعنی گناہ کیا تو وہ اس کو دیکھے گا یعنی نیکی پر اس کو ثواب ملے گا اور برائی پر اس کو عذاب ملے گا اگرچہ ایک ذرے کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے کہا: کھڑے ہو اور خطبہ دو۔ تو شداد رضی اللہ عنہ نے کہا:

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے حمد کو اپنے بندوں پر فرض رکھا اور اپنی رضا کو متقیوں کے پاس رکھا اپنی مخلوق کی رضا سے چن کر جس پر ان کے پہلے گزرے اور جس پر ان کے بعد والے گزریں گے۔ اے لوگو! سنو بے شک آخرت ایک سچا وعدہ ہے، جس میں قدرت والا بادشاہ اللہ رب العزت فیصلہ فرمائے گا اور بے شک دنیا موت کا سامان ہے، جس سے نیک اور گناہ گار دونوں کھاتے ہیں۔ اور بے شک اللہ کے فرماں بردار بندے کے خلاف کوئی دلیل نہیں ہے اور بے شک گناہ گار کے لیے کوئی چارہ نہیں ہے اور بے شک اللہ تبارک وتعالی جب لوگوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو ان کے نیک لوگوں کو ان پر

مقرر فرما دیتا ہے، ان کے فقیہ ان کے درمیان فیصلہ کرتے ہیں اور بادشاہت ان کے سخی لوگوں کے سپرد کرتا ہے اور جب اللہ تبارک وتعالی بندوں کے ساتھ شر یعنی برائی کا ارادہ فرماتا ہے تو ان کے بیوقوف لوگ ان پر حکومت کرتے ہیں، ان کے جاہل ان کے درمیان فیصلہ کرتے ہیں، مال کو کنجوسوں کے پاس رکھ دیتا ہے۔ یعنی ان پر بیوقوف بادشاہ مسلط کر دیتا ہے اور ان کے جہلا کو قاضی بنا دیتا ہے اور کنجوسوں کو مالدار کر دیتا ہے۔ بے شک اچھی ولایت کا مطلب یہ ہے کہ اس کے سپاہی نیک ہوں۔

اے معاویہ! جس نے تم کو حق کے ساتھ ناراض کیا اس نے تم کو نصیحت کی اور جس نے تم کو باطل کے ذریعے راضی کیا اس نے تمہیں دھوکا دیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: بیٹھ جاؤ اور ان کے لیے مال دینے کا حکم فرمایا۔ حضرت شداد رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اگر یہ مال تمہارا ہوتا نہ کہ مسلمانوں کا تو تم تاوان کے خوف سے اس کی حفاظت کرتے۔ تم نے اس کو حلال سمجھا اور فضول خرچی کی۔ ہاں! اگر یہ مال اس میں ہوتا جس میں مسلمان تمہارے شریک ہیں تو تم اس کو جمع کرتے۔ تمہیں تمہارا کمایا ہوا مل گیا اور تم نے اسراف کیا جب کہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

''إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوٓا إِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ''

بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔

[العقد الفريد: ۴/۱۳۵؛ أنساب الأشراف: ۴/۱/۹۶-۹۷]



روایت: (۳۲)

وبإسناده: قال الفضيل: إن وفداً من أهل العراق قدموا على معاوية، فيهم صعصعة بن صوحان، فقال لهم معاوية: مرحباً بكم وأهلاً، قدمتم خير مقدمٍ، قدمتم على خليفتكم وهو جنةٌ لكم، وقدمتم أرضاً بها قبور الأنبياء، وقدمتم الأرض المقدسة وأرض المحشر.

فقال صعصعة: أما قولك: مرحباً بكم وأهلاً، فذاك من قدم على الله وهو عنه راضٍ. وأما قولك: قدمتم على خليفتكم وهو جنةٌ لكم، وكيف لنا بالجنة إذا احترقت. وأما قولك: قدمتم الأرض المقدسة، فإنها

لا تقدس كافراً. وأما قولك: قدمتم أرضاً بها قبور الأنبياء، فمن مات بها من الفراعنة أكثر ممن مات بها من الأنبياء. وأما قولك: قدمتم أرض المحشر، فإنه لا يضر بعدها مؤمناً، ولا ينفع قربها كافراً. قال: اسكت، لا أرض لك. قال: ولا لك يا معاوية، إنما الأرض لله، يورثها من يشاء من عباده. قال: أما -والله- لقد كنت أبغض أن أراك خطيباً. قال: وأنا -والله- لقد كنت أبغض أن أراك خليفةً.

ترجمہ:

فضیل نے کہا: اہل عراق کا ایک وفد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اس میں صعصعہ بن صوحان بھی تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا:

''مرحبابکم و اھلا قدمتم تم خیر مقدم'' ''تم اپنے خلیفہ کے پاس آئے ہو جو تمہاری ڈھال ہے، تم ایسی زمین پر آئے ہو جہاں انبیا کی قبریں ہیں اور تم مقدس سر زمین اور محشر کی زمین پر آئے ہو۔

صعصعہ نے کہا: لیکن آپ کا ''مرحبابکم واھلا'' کہنا، تو جو اللہ کی بارگاہ میں آئے اللہ اس سے راضی ہے۔ لیکن آپ کا یہ کہنا کہ ''تم اپنے خلیفہ کے پاس آئے جو تمہاری ڈھال ہے'' وہ ہماری ڈھال کیسے ہیں؟ جب کہ وہ تو جل گئی۔ اور آپ کا یہ کہنا کہ تم مقدس زمین میں آئے، کیونکہ یہ کافر کو مقدس نہیں بناتی۔ آپ کا یہ کہنا کہ تم ایسی سرزمین پر آئے جہاں انبیا کی قبریں ہیں۔ تو جو اس سرزمین میں فرعونیوں میں سے مرا ہے ان کی تعداد انبیائے کرام سے زیادہ ہے۔ یعنی اس سرزمین میں انبیا سے زیادہ فرعونی مدفون ہیں۔ آپ کا یہ کہنا کہ ''تم محشر کی سرزمین پر آئے'' کیونکہ اس کی دوری مومن کے لیے نقصان دہ نہیں ہے اور نہ ہی اس کا قرب کافر کے لیے نفع بخش ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

چپ، یہ زمین تیرے لیے نہیں ہے۔ صعصعہ نے کہا: نہ ہی آپ کی ہے۔ اے معاویہ! زمین تو اللہ کی ہے جس کو چاہے اپنے بندوں میں سے وارث بنائے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

سن! اللہ کی قسم! جب میں تجھ کو خطبہ دیتے ہوئے دیکھتا ہوں تو مجھے غصہ آجاتا ہے۔ صعصعہ نے کہا: مجھے بھی اللہ کی قسم غصہ آجاتا ہے جب میں تم کو منصب خلافت پر دیکھتا

ہوں۔[لباب الآداب: ۳۵۰؛ أنساب الأشراف: ۳۲/۱/۴]



روایت: (۳۳)

وبإسناده، قال: لما بايع الناس معاوية، أتاه أبو موسى، فدخل عليه، فقال: السلام عليك يا أمير الله. قال: ما تقول يا أبا موسى؟ ما هذه؟ قال: رأيت الله أمرك ونحن كارهون، فأنت أمير الله. قال: صدقت.

ترجمہ:

جب لوگوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ چنا تو ابوموسیٰ آپ کے پاس آئے اور کہا:

السلام عليك يا امير الله! حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابوموسیٰ! تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو امیر بنایا ہے حالاں کہ ہم ناپسند کرتے ہیں، لیکن آپ اللہ کے امیر ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ نے سچ کہا۔[تاریخ طبری: ۳۳۲/۵]



روایت: (۳۴)

وبإسنادٍ، قال: جاء رجلٌ إلى معاوية، وهو يبايع الناس بالكوفة، فقال: أبايعك على سنة الله ورسوله. فقال له معاوية: أنت الذى لا أمير لك. قال الرجل: وأنت الذى لا بيعة لك. فقال معاوية: وما خير بيعةٍ ليس فيها سنة الله وسنة رسوله؟ فبايعه، ثم قال: يا ابن أخي، اتق غضب السلطان، فإن السلطان يغضب غضب الصبى، ويأخذ أخذ الأسد.

ترجمہ:

ایک شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اس وقت آپ لوگوں سے کوفہ میں بیعت لے رہے تھے، فرمایا:

میں تجھ سے اللہ اور اس کے رسول کی سنت کی بیعت لے رہا ہوں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تو وہ ہے جس کا کوئی امیر نہیں ہے۔اس شخص نے کہا: آپ تو وہیں جس کے لیے بیعت نہیں ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ بیعت صحیح نہیں ہے جس میں اللہ اور اس کے رسول کا طریقہ نہ ہو۔ آپ نے اس کو بیعت کر لیا اور فرمایا: اے بھتیجے! سلطان (اللہ) کے غصے سے ڈر کیونکہ سلطان بچے کے غصہ کی طرح غصہ کرتا ہے اور شیر کی پکڑ کی طرح پکڑتا ہے۔

[البداية والنهاية: ١١/٤٤٠]



روایت: (٣٥)

وبإسناده: أن معاوية بن أبي سفيان رضي الله عنه كان يلقاه الحسن بن علي، فيقول: مرحباً وأهلاً يابن رسول الله صلى الله عليه وسلم مرحباً وأهلاً، يا غلام، أعطه مئة ألف. ويلقاه عبد الرحمن بن أبي بكر، فيقول: مرحباً يابن الصديق، يا غلام، أعطه مئة ألف، فيأخذها. ويلقاه ابن عمر، فيقول: مرحباً يابن الفاروق، أعطه مئة ألف، فيعطاها. ويلقاه ابن الزبير، فيقول: مرحباً يابن عمة رسول الله عليه السلام، أعطه مئة ألف، فيعطاها.

ترجمہ:

بے شک حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ جب حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہ سے ملتے تھے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے: مرحبا و اھلا یابن رسول اللہ ﷺ مرحبا و اھلا۔ اور اپنے خادم سے فرماتے: حسن بن علی کو ایک لاکھ درہم یا دینار دے دو۔

حضرت عبدالرحمن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ ملتے تھے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے: ''مرحبا یابن صدیق مرحبا'' صدیق کے بیٹے مرحبا۔ خادم! ان کو ایک لاکھ دے دو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ملتے تھے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے: ''مرحبا یابن فاروق'' فاروق کے بیٹے مرحبا۔ ان کو ایک لاکھ دے دو، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو ایک لاکھ دیے جاتے۔

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ ملتے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے: ''مرحبا یابن عمة رسول الله ﷺ، مرحبا'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی کے

بیٹے! مرحبا تو ایک لاکھ ان کو بھی دے دیے جاتے۔

[مختصر تاریخ دمشق: ۶۳/۲۵؛ البدایة والنهایة: ۱۱/۴۴۴]



روایت: (۳۶)

وبإسناده، قال: جاء رجلٌ إلى معاوية، فقال: سرق ثوبي هذا، فوجدته مع هذا الرجل. فقال: لو كان لهذه علي بن أبي طالبٍ!

ترجمہ:

ایک شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بولا:

میرا یہ کپڑا چوری ہو گیا تھا اور میں نے اس کو اس شخص کے پاس پایا ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کاش! اس مسئلہ کے حل کے لیے علی بن ابو طالب ہوتے۔[مقتل أمير المؤمنين: ۹۱]



روایت: (۳۷)

وبإسنادٍ، قال: قال معاوية لرجلٍ من يهود، أحد بني الحارث بن كعب: هل تروي من شعر أبيك شيئاً؟ قال: أي شعره أردت؟ قال: أبياتاً كانت قريشٌ تغبطه بها. قال: نعم:

هل أضرب الكبش في ململومةٍ قدماً ... أم هل سمعت بسرٍ كان لي نشرا

أم هل يلومونني قومي إذا نزلوا ... أم هل يقولون يوماً: قائلٌ بسرا

نقريهم الوجه ثم البذل يتبعه ... لا نمنع العرف منا قل أو كثرا

قال معاوية رضي الله عنه: أنا -والله- أحق بها من أبيك. قال اليهودي: كذبت، لعمرو الله، لأبي أحق بها إذ سبق إليها.

فاستلقى معاوية، ووضع ساعده على وجهه؛ فقال الوليد بن عقبة وعبد الرحمن بن أم الحكم: اسكت يا ابن اليهودية؛ وشتماه. فقال اليهودي: كفا عن شتمي، فإن لم تفعلا، شتمت صاحب السرير.

فرفع معاوية وجهه ضاحكاً، وقال: كفا عنه. يكفف عن عرضي؛ ثم قال لليهودي: إنكم أهل بيتٍ كنت تجيدون صنعة الهريسة في الجاهلية،

فكيف صنعتكم لها اليوم؟. قال: اليهودي: نحن اليوم -يا أمير المؤمنين- لها أجود صنعةً. قال: فاغد بها علي. وأمر له بأربعة آلافٍ، فخرج. فقال الوليد وعبد الرحمن: كذبك، وأمرت له بجائزة!. قال: أنتما أجزتماه بها؛ شتمتماه، فأردت أن أستل سخيمته. وغدا عليه بالهريسة.

ترجمہ:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی شخص سے کہا جو بنی حارث بن کعب میں سے ایک تھا:

کیا تو اپنے باپ کے اشعار سے کچھ سنائے گا؟ اس نے کہا: کون سے اشعار آپ سننا چاہتے ہیں؟ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

ایسے اشعار سنا جس پر قریش رشک کریں۔ اس نے یہ اشعار سنائے:

ترجمۂ اشعار:

کیا میں آگے بڑھ کر قوم کے سردار کو ضرب لگاتا ہوں؟ یا تو نے میرے کسی راز کے بارے میں سنا کہ وہ فاش ہوا؟ کیا میری قوم کسی دن مہمان ہونے پر میری ملامت کرتی ہے؟ یا یہ کہتی ہے کہ کہنے والے نے (میں نے) ترش روئی دکھائی؟ ہم پہلے (ان سے) مل کر ان کی خاطر داری کرتے ہیں۔ اس کے بعد زر پاشی کے ذریعے، ہم اپنی جانب سے حسن سلوک میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے، اگرچہ کم ہو یا زیادہ۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

واللہ میرے والد ان اشعار کے زیادہ حق دار ہیں یعنی یہ اشعار میرے والد نے کہے ہیں۔ یہودی نے کہا: آپ جھوٹے ہیں۔ اللہ کی عزت کی قسم! میرے والد ان اشعار کے زیادہ حقدار ہیں، کیوں کہ انہوں نے یہ اشعار پہلے کہے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ چت لیٹ گئے اور اپنے بازو اپنے چہرے پر رکھے تو ولید بن عقبہ اور عبدالرحمٰن بن اُم حکم نے کہا: چپ! یہودی کی اولاد اور دونوں نے اس کو گالی دی۔ یہودی نے کہا: مجھے گالی مت دو، اگر تم نے ایسا نہیں کیا یعنی گالی سے باز نہ آئے تو میں تمہارے سردار کو گالی دوں گا۔

تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مسکراتے ہوئے اپنا چہرہ اٹھایا اور کہا:

اسے گالی مت دو، چھوڑو اسے یہ میری بے عزتی کرنے سے باز رہے گا۔اور یہودی سے کہا: تمہارا گھرانہ تو ایسا تھا کہ تم زمانہ جاہلیت میں کٹائی کا پیشہ کرتے تھے تو تم نے اس کو یعنی اشعار کہنے کو کیسے آج اپنا پیشہ بنا لیا؟ یہودی نے کہا؟ امیر المؤمنین! آج یہ ہمارا بہت عمدہ پیشہ ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

کل پھر مجھے شعر سنانا۔ نیز اس کو چار ہزار روپے دینے کا حکم دے دیا۔ وہ نکل گیا تو ولید بن عقبہ اور عبدالرحمٰن بن اُم حکم نے کہا: اس نے آپ سے جھوٹ بولا اور آپ نے اس کے لیے انعام کا حکم دے دیا؟

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تم دونوں نے اس کو اس کے کیے کا بدلہ دے دیا کہ تم نے اسے گالی دی اور کیا میں نے چاہا کہ میں اس کا کینہ دور کردوں!

[أنساب الأشراف: ۹۸/۱/۴]



روایت: (۳۸)

وبإسنادٍ، قال: قال قومٌ من قريشٍ: ما نظن معاوية أغضبه شيءٌ قط. قال بعضهم: بلى، إن ذكرت أمه غضب؛ فقال مالك بن أسماء المنى القرشي -وهي أمه، وإنما قيل لها: المنى، من جمالها-: والله لأغضبنه إن جعلتم لي جعلاً. فأتاه، وقد حضر معاوية ذلك العام الموسم، فقال: يا أمير المؤمنين، ما أشبه عينيك بعيني أمك. قال: تك عينان طالما أعجبتا أبا سفيان؛ يا ابن أخي، انظر ما أعطيت من الجعل، فخذه ولا تتخذنا متجراً. فرجع الغلام، فأخذ جعله؛ فقال له رجلٌ منهم: لك ضعفا جعلك إن أتيت عمرو بن الزبير، فشبهته بأمه؛ فأتاه، فقال: يا ابن الزبير، ما أشبه وجهك بوجه أمك. فأمر به، فضرب حتى مات.

فبعث معاوية رضي الله عنه بديته إلى أمه، وقال:

ألا قل لأسماء المنى أم مالكٍ ... فإني لعمرو الله أقتلت مالكا

ترجمہ:

قوم قریش نے کہا:
ہمارا یہ گمان نہیں ہے (ہمیں یاد نہیں ہے) کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو کبھی کسی چیز نے غصہ کیا ہو۔

بعض لوگوں نے کہا:
کیوں نہیں اگر ان کی ماں کا ذکر کیا جائے تو غصہ ہو جاتے ہیں۔ مالک ابن اسماء منی قرشی نے کہا: (اسماء قرشی مالک کی ماں کا نام ہے ان کو منی کہا جاتا ہے ان کے حسین وجمیل ہونے کی وجہ سے) واللہ! میں معاویہ کو ضرور غصہ کر دوں گا اگر تم میرے لیے اجرت مقرر کر دو۔

وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، آپ لوگوں کے مجمع میں موجود تھے۔ اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ کی آنکھیں آپ کی ماں کی آنکھوں کے کتنے مشابہ ہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا:
وہ آنکھیں تو ابوسفیان ہی کو بھاتی تھیں۔ اے ابن اخی! اپنی اس اجرت کو دیکھو جو تمہیں دی گئی ہے یعنی اس پر دھیان دو اس کو لو اور ہمیں تجارت کی جگہ مت بناؤ۔ مالک لوٹ آیا، اس نے اپنی اجرت لی، ان میں سے ایک شخص نے کہا: اگر تو عمرو بن زبیر کے پاس جائے تو تیرے لیے دوگنا اجر ہوگا۔ ان کو ان کی ماں سے تشبیہ دینا تو مالک ان کے پاس آیا اور بولا: اے ابن زبیر! تمہارا چہرہ تمہاری ماں کے چہرے کے کتنے مشابہ ہے۔ ابن زبیر نے اس کو مارنے کا حکم دیا۔ اس کو اتنا پیٹا گیا کہ وہ مر گیا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ماں کو اس کی دیت بھیج دی اور جس شخص کو بھیجا تھا اس سے کہا: سن اسماء منی مالک کی ماں سے کہنا کہ اللہ کی عزت کی قسم! میں نے مالک کو قتل کروایا ہے۔ [أنساب الأشراف: ۸۹/۱/۴؛ والمحاسن والمساوی للبیہقی: ۳۱۴/۲]



روایت: (۳۹)

وبإسنادٍ، قال: لما بايع معاوية ليزيد، قال رجلٌ: اللهم اكفني شر معاوية. فقال معاوية: تعوذ بالله من شر نفسك، فهو أشد عليك، وبايع.

قال: إني لا أبايع وأنا كاره. فقال معاوية: بايع - رحمك الله- فإن في الكره خيراً كثيراً.

ترجمہ:

جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو بیعت کیا تو ایک شخص نے کہا:

اللہ مجھے معاویہ کے شر سے بچا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

تو اپنے نفس سے اللہ کی پناہ مانگ کیوں کہ نفس تجھ پر غالب ہے اور بیعت ہو جا۔

اس نے کہا: میں بیعت نہیں ہوں گا، میں پسند نہیں کرتا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

بیعت ہو جا اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے گا کیوں کہ اس ناپسندیدگی میں خیر کثیر ہے۔

[کامل المبرد: ۳۲۱/۱؛ ونثر الدر: ۲۵/۳؛ والعقد الفرید: ۳۷۰/۴]



تمّت بالخیر





